پاکستان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا خواتین کا مقبول ترین ہفت روزہ

خواتین کا اسلام

1075
بدھ 6 جمادی الثانی 1445ھ مطابق 20 دسمبر 2023ء

کوئی ضامن لے آؤ!

بنجر دل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القرآن

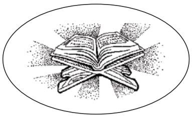

جہاد اور ترکِ وطن!

اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجائے تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا وآخرت میں سب غارت ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں، یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ حقیقتاً جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے راہِ خدا میں ترکِ وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو، ایسے لوگ رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہوا کرتے ہیں۔

(سورۃ البقرہ: آیت 217، 218)

الحدیث

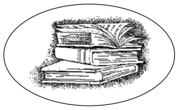

رسول اللہ کی اتباع ترک کرنے والا!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میرا ہر امتی جنت میں داخل ہوگا مگر وہ شخص جس نے انکار کیا۔“

صحابہ کرام نے عرض کیا:

”یارسول اللہ! وہ منکر کون ہے؟“

فرمایا: ”جس شخص نے میری اتباع و پیروی کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص نے میری اتباع وپیروی ترک کردی اس نے میرا انکار کیا۔“

(صحیح بخاری)

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

مرد وعورت کی گواہی کہاں معتبر ہے کہاں نامعتبر ہے؟

سوال: کن کن مواقع میں صرف مرد کی گواہی معتبر ہے اور عورت کی نامعتبر؟ اور کن کن مواقع میں صرف عورت کی گواہی معتبر ہے مرد کی نامعتبر؟ اور کن مواقع میں دونوں کی گواہی معتبر ہے؟ مزید یہ نکتہ بھی سمجھا دیجیے کہ عورت کی گواہی مرد کے مقابلے میں آدھی کیوں ہے جبکہ جرائم میں سزا دونوں کو برابر دی جاتی ہے؟ (شمسہ عقیل۔کوئٹہ)

جواب: گواہی کے باب میں مرد وعورت کے احکام کا خلاصہ یہ ہے:

١۔ حدود وقصاص میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں، پس ثبوتِ زنا کے لیے چار مردوں کی گواہی اور بقیہ حدود (چوری، شراب نوشی، تہمت تراشی اور قصاص) کے لیے دو مردوں کی گواہی ضروری ہے۔

٢۔ ولادت، بکارت اور عورتوں کی وہ باتیں جن پر مرد مطلع نہیں ہوسکتے اُن میں ایک آزاد مسلمان عورت کی گواہی کافی ہے، لیکن دو عورتیں گواہی دیں تو بہتر ہے۔

٣۔ ان کے علاوہ تمام معاملات میں خواہ وہ مالی معاملات ہوں یا غیر مالی (جیسے نکاح، طلاق، رضاعت، وکالت، وصیت، ہبہ، اقرار وغیرہ) ان میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے۔ تنہا عورتوں کی گواہی کا اعتبار نہیں، مثلاً کسی معاملے میں چار عورتوں نے گواہی دی تو اس کا اعتبار نہیں، عورتوں کے ساتھ ایک مرد کا ہونا ضروری ہے۔

٤۔ میاں بیوی کی گواہی ایک دوسرے کے حق میں قبول نہیں، لیکن ایک دوسرے کے خلاف جو گواہی دیں وہ قبول ہے، البتہ اگر میاں اپنی بیوی کے زنا کار، بدکار ہونے کی گواہی دے تو ایسی گواہی قبول نہیں۔

باقی رہا یہ سوال کہ عورت کی گواہی مرد کے مقابلے میں آدھی کیوں ہے؟ تو اس کی حکمت خود قرآن نے ذکر کردی:

ان تضل احدھما فتذکر احدھما الاخریٰ

”تاکہ اگر ان دو عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔“

مزید وضاحت کے لیے ہم مولانا سعید احمد جلال پوری شہید کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں۔ مولانا شہید قادیانیوں کے اس اعتراض پر کہ ”حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وآلہ وسلم) نے مرد کے مقابلے میں عورت کی گواہی آدھی کیوں قرار دی؟“ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ مردوں اور عورتوں کے مالک وخالق ہیں اور وہ ان کی ظاہری و پوشیدہ صلاحیتوں، عقل وشعور اور حفظ واتقان کو خوب جانتے ہیں، جب انھوں نے عورت کی گواہی مرد کے مقابلے میں آدھی قرار دی تو کسی ایسے انسان جو اللہ تعالیٰ کو خالق ومالک مانتا ہو یا کم ازکم اس کی ذات کا قائل ہو، اسے اس حکمِ الٰہی پر اعتراض کا کوئی حق نہیں۔

رہی یہ بات کہ عورت کی گواہی مرد کی بنسبت آدھی کیوں قرار دی گئی؟ اور اس کی کیا حکمت ومصلحت ہے؟ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس کی حکمت ومصلحت قرآن وحدیث دونوں میں مذکور ہے، چنانچہ قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت میں صراحت ووضاحت کے ساتھ اس کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا: ان تضل احدھما فتذکر احدھما الاخریٰ! (البقرۃ: ٢٨٢)

”تاکہ اگر بھول جائے ایک ان میں سے تو یاد دلا دے اس کو وہ دوسری۔“

جس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ خواتین عدالتی چکروں کی متحمل نہیں ہیں، ان کی اصلی وضع گھر گرہستی اور گھریلو ذمے داریوں کے نبھانے کے لیے ہے، اس لیے عین ممکن ہے کہ جب عورت عدالت اور مجمع عام میں جائے تو گھبرا جائے اور گواہی کا پورا معاملہ یا اس کے کچھ اجزا اسے بھول جائیں، اس لیے حکم ہوا کہ اس کے ساتھ دوسری خاتون بطور معاون گواہ رکھی جائے، تاکہ اگر وہ بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلادے۔

عورتیں عام طور پر مردوں کے مقابلے میں کمزور ہوتی ہیں، اس لیے اُن سے نسیان بھی زیادہ واقع ہوتا ہے اور وہ بھول بھی جاتی ہیں۔ یہ ایک انسانی فطرت ہے۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو عورتوں کی شہادت کا ایک مرد کے برابر ہونا حکمِ الٰہی ہے، البتہ اس کی حکمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی کہ یہ اُن کے نقصانِ عقل کی بنا پر ہے۔ دیکھا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وجہ اپنی طرف سے ارشاد نہیں فرمائی، بلکہ دراصل یہ قرآن کریم کی آیت: ان تضل احدھما فتذکر احدھما الاخریٰ کی تفسیر وتشریح ہے، لہٰذا جو لوگ عورت کی گواہی کے مسئلے پر اشکال کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ عورت کی گواہی مرد کے مقابلے میں نصف کیوں ہے؟ دیکھا جائے تو وہ لوگ حکمِ الٰہی کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(احتساب قادیانیت ٤٣/٣٨٨)

ایک اہم نکتہ

آئینہ گفتار

السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہٗ!

اس شمارے میں ایک تحریر بعنوان ''کوئی ضامن لے آؤ؟'' شائع ہوئی ہے جو ایک حدیثِ مبارکہ سے ماخوذ ہے۔

تحریر پڑھتے ہوئے خیال آیا کہ یہ ماخوذ کہانی شائع ہونے کے ساتھ کچھ وضاحت بھی ہونی چاہیے جو ان شاء اللہ تعالیٰ مفید ہوگی، سو پیشِ قارئین ہے!

بنی اسرائیل کا جو واقعہ حدیث میں ذکر ہوا ہے وہ توکل علی اللہ کی اعلیٰ مثال ہے۔ یہ دنیا دار الاسباب ہے اور یہاں ہر چیز ایک سبب سے وابستہ ہے۔ قدرت نے اس کارخانۂ عالم کو اسی بنیاد پر قائم کیا ہے مگر اللہ رب العزت جس کے لیے چاہتے ہیں اس کے ایمان، یقین، تقویٰ اور توکل کی بنیاد پر سبب کو بدل بھی دیتے ہیں۔

اِن ہر دو میں سے قرض لینے والے نے دل کی پختگی اور ایمان کی مضبوطی کے ساتھ محض ایک اللہ پاک ہی کا نام بطور ضامن اور کفیل پیش کر دیا، کیونکہ اس کے پاس اس وقت کوئی گواہ نہ تھا لیکن خود اس کے دل میں قرض ادا کرنے کا یقینی جذبہ تھا۔ وہ قرض حاصل کرنے سے قبل عزم مصمم کر چکا تھا کہ اسے یہ قرض ضرور واپس کرنا ہے، سو اسی عزم کی بنا پر اس نے اللہ رب العزت کا اسم گرامی بطور ضامن اور کفیل کے لیا۔

اب دیکھیے، قرض لیتے ہوئے ہی اس کی بروقت ادائی کا عزم کتنی پیاری بات ہے، کیونکہ ایک اور حدیث میں فرمایا گیا کہ جو شخص قرض لیتے وقت اسے ادا کرنے کا عزم کر لیتا ہے، اللہ پاک ضرور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس کا قرض ادا کرنے کے اسباب بھی بنا دیتے ہیں۔

دوسری طرف قرض دینے والے کے دل میں بھی اللہ ربّ العزت کے نام کی عظمت دیکھیے کہ اس نے قرض مانگنے والے کی یہ بات سن کر کہا کہ تم نے سچی بات کہی اور اسے قرض دے دیا۔

یہ دونوں اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے، اُن پر توکل کرنے والے اللہ کے ولی تھے، سو قرض دینے والے صاحب نے اللہ میاں کا اسم مبارک سن کر قرض دے دیا اور قرض لینے والے نے اس عظیم نام کی لاج رکھتے ہوئے اس حد تک اپنی بات نبھانا چاہی کہ ہر ممکن انسانی کوشش کے باوجود جب مقررہ وقت پر قرض لوٹانے کی کوئی ظاہری سبیل نظر نہیں آئی تو انھوں نے مضطرب ہو کر قرض کے وہ دینار سمندر ہی کے حوالے کر دیے تاکہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اپنے تئیں عذر پیش کر سکیں، پھر یہی نہیں کہ یہ عمل کر کے چپ ہو کر بیٹھ گئے کہ بھئی میں نے تو پیسے دے دیے ہیں ناں! نہیں، بلکہ جو شرعی حق اُن کے ذمے تھا، موقع ملتے ہی وہ رقم لے کر اپنے قرض خواہ کے پاس بھی چلے گئے۔

اور پھر جب تفصیلات کا ہر دو کو علم ہوا تو دونوں بے انتہا خوش ہوئے۔

اللہ رب العزت نے بھی اپنے اولیاء کا یہ عجیب قصہ اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے امت مسلمہ تک پہنچا دیا۔

اب یہاں یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ بطور عبرت ہمیں سنایا گیا ہے کہ قرض دینے والا بھی اگر توکل کی شان رکھتا ہو تو کیا ہی بات ہے اور قرض لینے والا بھی اگر قرض حاصل کرتے ہوئے واپسی کا عزم کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے قرض جلد ہی لوٹانے کے قابل ہو جائے گا، کیونکہ اس طرح کرنے سے اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال ہو جائے گی۔

لیکن توکل علی اللہ کی یہ وہ منزل ہے جو ہر کسی کو نہیں حاصل ہوتی، سو جب تک یہ مقام کسی کو حاصل نہ ہو، اس وقت تک مستحب اور افضل طریقہ وہی ہے جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان کا مفہوم ہے: ''اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے میعاد مقررہ پر قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔''

پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات بہت انصاف والی ہے اور گواہی کو بھی درست رکھنے والی اور شک وشبہ سے بھی زیادہ بچانے والی ہے۔''

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا تھا کہ اپنے اونٹ رات کو خوب مضبوط باندھ کر اللہ پر بھروسا رکھو کہ اسے کوئی نہیں چرائے گا۔

گفت پیغمبر با آواز بلند
بر توکل زانوے اشتر بہ بند

سو قرض کے لین دین کو لکھنا مستحب اور افضل ہے (اس آیت کریمہ کی وجہ سے کچھ علما نے تو اسے واجب بھی کہا ہے)۔ خصوصاً خواتین تو ضرور اس کا اہتمام کریں، کیونکہ وہ اپنے لین دین کو لکھنے میں یا گواہ بنانے میں بہت لاپروائی کرتی ہیں۔

آخر میں عرض ہے کہ حتی الامکان قرض لینے سے بہت بچنا چاہیے۔ بہت مجبوری ہو تبھی لیا جائے، پھر جب قرض لینا ہی پڑے تو طرفین 'محبت، اعتماد اور اعتبار' وغیرہ کی رَٹ لگانے کی بجائے وہ عمل کریں جسے اللہ تعالیٰ نے انصاف والا اور شک وشبہ سے بچانے والا کہا ہے۔ کیونکہ دراصل یہی عمل ہوتا ہے جو بعد میں محبت، اعتماد اور اعتبار قائم رکھتا ہے۔

ہاں اِس لکھنے کے ساتھ ساتھ قرض لینے دینے والے اس عزم صمیم و توکل علی اللہ کا مظاہرہ بھی کریں جو اِس واقعے میں بیان ہوا تو بنی اسرائیل کے ولیوں کی طرح اللہ تعالیٰ ان کی مدد بھی کریں گے اور ان کا قرض جلد ہی اتر جائے گا۔

والسلام
مدیر مسئول محمد فیصل شہزاد

مدیر اعلیٰ: مفتی فیصل احمد | مدیر: انجینئر مولانا محمد افضل احمد خان | مدیر مسئول: محمد فیصل شہزاد

''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: fayshah7@yahoo.com

انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk سالانہ زرتعاون: اندرون ملک 1500 روپے، بیرون ملک ایک میگزین 22000 روپے، دو میگزین 25000 روپے

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر خواتین کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جاسکتی۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

بنجر دل

اہلیہ راشد اقبال

اولاد نہ ہونا اس کے بس میں نہیں تھا مگر پھر بھی اسے بار بار کٹہرے میں لا کر کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ اولاد نہ ہونے کے طعنے، زرمیشہ کو دن رات سننے پڑتے تھے۔ اس کے شوہر سلمان بہت سمجھ دار انسان تھے، کبھی انھوں نے ایسی کوئی بات منہ سے نہ نکالی تھی جس سے زرمیشہ کا دل دکھتا، مگر تھے تو وہ انسان ہی، ہر بات ہر موقع پر انھیں یہ احساس دلانے کی کوشش کی جاتی کہ وہ بہت بڑی نعمت سے محروم ہیں، جس سے وہ کبھی کبھی آبدیدہ اور اداس بھی دکھائی دیتے۔

زرمیشہ کی کی شادی کو سات سال ہو گئے تھے مگر اسے لگتا تھا اگر اولاد جیسی نعمت سے عورت محروم رہے تو لوگ برسوں کو صدیوں پر محیط کر دیتے ہیں۔

اپنی دیورانی کے بچوں سے اسے بہت پیار تھا۔ اس کے نند کے بچے بھی اسے بہت پیارے تھے۔ کبھی وہ محبت سے انھیں گود میں لینے کی کوشش کرتی تو فوراً کسی بہانے سے بچہ اس کی گود سے لے لیا جاتا۔ کچھ کہا تو نہیں جاتا مگر سوچ یہ تھی کہ کہیں اس کی حسرت بچے کو کوئی نقصان ہی نہ پہنچا دے۔ اس کی ممتا بھری نظر کو لوگ حسرت کی نگاہ بنا دیتے۔ ہاں اگر کوئی مجبوری ہوتی تو فوراً ہی زرمیشہ سب کو یاد آ جاتی کہ وہ ''فارغ'' تو ہے سنبھال لے گی۔

☆......☆

''امی! آخر کب تک آپ اس بنجر زمین کے زرخیز ہونے کا انتظار کریں گی؟ سلمان کی عمر نکلی جا رہی ہے۔ وہ خود تو کاٹھ کا الو ہے یوں ہی دوسروں کے بچوں سے دل بہلا لیتا ہے، اس زرمیشہ کے انتظار میں رہے تو لگتا ہے یہ انتظار کبھی ختم نہیں ہوگا، سات سال ہو چکے، اب ہمیں تو اس بنجر زمین میں کوئی پھول کھلنے کی امید باقی نہیں، آپ کس انتظار میں ہیں؟''

جب بھی سلمان کی بہنیں آتیں، امی کو چپکے چپکے نت نئے مشوروں سے ضرور نوازتیں اور امی ہانیہ اور ثانیہ کی باتوں کو بڑے غور سے سنتیں۔

''جس کو تم کاٹھ کا الو کہہ رہی ہو، اچھی طرح جانتی ہوں میں اپنی بیوی کا ایک نمبر کا غلام ہے وہ، تمھاری اور میری خواہش حسرت ہی رہے گی، تم لوگ جو دوسری بھاوج لانے کے خواب دیکھ رہی ہو وہ بس خواب ہی رہے گا، میں کئی بار ڈھکے چھپے انداز میں سلمان سے بات کر چکی ہوں، مگر اس کا تو ایک ہی جواب ہوتا ہے کہ امی جو اللہ کی مرضی...... ہونہہ!''

کریلے چھیلتے ہوئے امی کے لہجے میں بھی انتہا کی کڑواہٹ آ گئی تھی۔

''ہاں بھئی اللہ کی مرضی سے ہی بندہ چار بھی تو کر سکتا ہے، کیوں ہانیہ؟''

ثانیہ کے سوال پر ہانیہ نے ہاں میں ہاں ملائی۔

''ہاں مگر بنجر زمین کا طوق گلے سے اترے تب ناں!''

امی نے نخوت سے جملہ جڑا اور تینوں کے طنز آمیز قہقہے بلند ہونے لگے۔

اور قریب ہی باورچی خانے میں کام کرتی زرمیشہ حلق میں گرتے اشکوں کی نمکینی محسوس کرتی رہی۔

''کیا درد سے گرتے یہ اشک اس بنجر زمین میں کوئی امیدِ بہار پیدا کر سکتے ہیں؟''

دکھی دل سے شکوہ وسوسہ بن کر پیدا ہوا۔

دوسرے ہی لمحے اس نے استغفار پڑھ کر خیال کو جھٹک دیا اور تہہ دل سے دعا مانگنے لگی۔

☆......☆

''آج بہت چپ چپ ہو۔''

سلمان نے اس کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھ کر سوال کیا۔

''نہیں تو!'' زرمیشہ نے لہجے کی نمی کو حدِ ممکن چھپانے کی کوشش کی۔

''اچھا! پھر جناب مجھے کیوں محسوس ہو رہا ہے کہ اداسی اِس چاند سے چہرے پر ڈیرے جمائے بیٹھی ہے۔''

''چاند کو گرہن لگ جائے تو روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔''

''اللہ نہ کرے! ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔''

''بس ایسے ہی۔'' اس نے اشک پینے کی کوشش کی۔

''گھر میں کوئی بات ہوئی ہے کیا؟'' سلمان نے اندازہ لگایا۔

''نہیں!''

زرمیشہ نہیں چاہتی تھی کہ ہزار بار چھڑے ہوئے موضوع پر وہ پھر بات کرے۔

''ٹھیک ہے نہیں بتانا چاہتیں تو کوئی بات نہیں، مگر میں اچھی طرح تمھارے دل کی

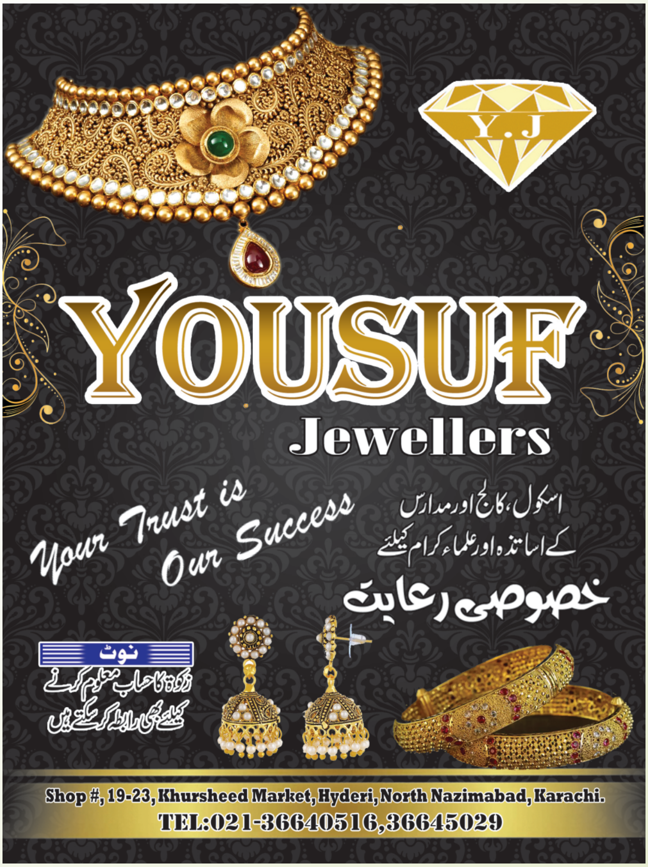

بات جانتا ہوں۔ تم جو سوچتی ہو، چہرے پر عیاں ہوتا ہے، مگر میرے ساتھ پر یقین رکھو، سب ٹھیک ہو جائے گا اور اگر ٹھیک نہیں بھی ہوا تو بھی رب کی رضا میں راضی رہنا سیکھو۔ جو ہو رہا ہے ہونے دو، جو چل رہا ہے چلنے دو، خود کو الزام دینا چھوڑ دو۔ تمھاری اس میں نہ کوئی غلطی ہے اور نہ کوئی کمی۔''

''مگر یہ دنیا! جو چھوڑ تا رہتا ہے، اسی کو پکڑتی جاتی ہے، گرفت سخت سے سخت ہو جاتی ہے۔''

''دنیا کی پروا مت کرو، کڑوے لمحے، کڑوے لہجے، کڑوے جملے، ربِ کائنات کی رضا کی شیرینی سے اپنی اہمیت کھو دیتے ہیں، بس اسی شیرینی کو محسوس کرو۔''

سلمان ہمیشہ ہی اس کے زخموں پر مرہم رکھتے تھے!

شوہر کے یہ الفاظ سن کر اس کے چہرے کی اداسی طمانیت میں بدل گئی۔ اگر خدانخواستہ اسے سلمان کی محبت اور تعاون حاصل نہ ہوتا تو وہ کیا کرتی؟ کتنی ہی خواتین ہیں جو اولاد کی نعمت کے ساتھ ساتھ شوہر کی محبت سے بھی محروم رہتی ہیں۔ اگر یہ طعنے سلمان کی طرف سے اسے ملنے لگ جاتے، تو وہ کہاں جاتی؟ مگر وہ ہمیشہ ہی اس کا حوصلہ جوڑتے، زندگی کی امید دلاتے، زندگی کا مقصد یاد دلاتے، کہتے کہ یہ اولاد بے شک بڑی نعمت ہے مگر اللہ رب العزت کی امانت بھی ہے اور لوگ اس امانت کو اپنا اصل سمجھ لیتے ہیں اور خود کو مالک۔

زرمیشہ جب کبھی لوگوں کی باتوں سے رنجیدہ ہوتی، سلمان کی باتیں اسے واپس زندگی کی طرف کھینچ لاتیں۔

☆......☆

ناشتے کی میز پر اماں نے مٹھائی رکھ کر خوش خبری سنائی۔

''لو سلمان! مٹھائی کھاؤ۔''

''صبح ہی صبح مٹھائی، بھئی کس خوشی میں؟''

زرمیشہ کی آنکھوں میں بھی سوالیہ حیرت تھی۔

''تم پرسے تایا بننے والے ہو!''

''اچھا! ماشاءاللہ مبارک ہو!''

''تمھیں بھی مبارک ہو!''

''جی!'' سلمان بالکل نارمل انداز میں مٹھائی چکھ رہے تھے۔

''سلمان! اب میں سوچ رہی ہوں۔ ایک مٹھائی کا انتظام اور کرلوں۔''

''اچھا......وہ کیا......!؟'' چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے سلمان نے پوچھا۔

''یہی کہ تمھارے لیے ایک لڑکی پسند کی ہے میں نے، بہت ہی خاندانی اور پیاری، نکاح بس سادگی سے کرلیں گے، تمھارا کیا خیال ہے؟''

امی نے آج زرمیشہ کی موجودگی کا بھی خیال نہیں کیا تھا۔

''لیکن میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ مجھے دوسری شادی نہیں کرنی۔''

سلمان یکدم غصے میں آ گیا۔

زرمیشہ کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

''مگر سلمان! اچھے لوگ ہیں اور پھر دوسری شادی کرنے میں آخر برائی کیا ہے!''

''کوئی برائی نہیں، بس ابھی نہیں اور اُس وجہ سے نہیں جو کوئی وجہ ہی نہیں ہے، باقی مزید میں اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔''

سلمان اٹھ کر چلے گئے۔

''ابھی نہیں کا مطلب ہے کہ کچھ وقت بعد راضی ہو جائے گا!''

اماں کے چہرے پر دو رنگی مسکان پھیل گئی مگر پھر فوراً ہی برتن سمیٹتی زرمیشہ کی شامت آ گئی۔ آج کھل کر اسے 'بنجر زمین' کے طعنے پڑے۔ آج تو ساس اماں نے ساری کسر ہی نکال دی مگر وہ سوائے آنسو بہانے کے اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

زرمیشہ نے بھی کئی بار سلمان کو دوسرے نکاح پر زور دیا تھا، مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوتے تھے۔ زرمیشہ دوسری شادی کے خلاف ہرگز نہیں تھی، مگر اپنی ہر وقت کی تذلیل سے بہت دکھی تھی۔ کیا بیٹے کو دوسری شادی کے لیے راضی کرنے کے لیے پہلی بیوی کی تذلیل بہت ضروری ہے؟ یہ معاملات پیار و محبت اور احترام سے بھی تو نبھائے جا سکتے ہیں مگر شاید یہ سمجھنا ہدایت والوں کے لیے خاص ہے۔

☆......☆

دیورانی کے گھر تیسرے بیٹے کی پیدائش پر سب بہت خوش تھے۔ عمر واقعی بہت پیارا اور گول مٹول سا تھا۔ اس کی دیورانی ہر آنکھ کا تارا بن گئی تھی اور زرمیشہ کی روشنی بالکل مدھم تھی۔ اب تو لوگوں کے سامنے اسے بنجر زمین کے طعنوں میں شدت سی آ گئی تھی۔

☆......☆

ہانیہ اور ثانیہ جب بھی گھر آتیں، بچوں کا شور شرابا مچا ہی رہتا۔ آج تو سلمان گھر ہی پر موجود تھے۔

دیور کا بیٹا عمر اب واکر چلانے لگا تھا۔ سلمان اسے بہت پیار کرتے تھے۔ سب کہتے تھے کہ وہ سلمان میں بہت ملتا ہے۔ ٹیرس میں بیٹھے سب ہی خوش گوار ماحول میں چائے پی رہے تھے۔ امی اور بہنوں کا بس ایک ہی موضوع تھا۔ جب وہ ساتھ ہوتیں تو اولاد کتنی بڑی نعمت ہے، اس کی افادیت و اہمیت سلمان کے سامنے بیان کرتی رہتیں۔ وہ خوب ان کا مطلب سمجھتے تھے، مگر احتراماً خاموش رہتے، کبھی کبھی احتجاج بھی کر جاتے۔

اس وقت سب اپنی اپنی باتوں میں مگن تھے کہ اچانک زرمیشہ کی نظر واکر چلاتے ہوئے عمر کی طرف پڑی، جو تیزی سے سیڑھیوں کی طرف جا رہا تھا۔ صرف چند لمحوں کی بات تھی۔ زرمیشہ بھاگی ہوئی سیڑھیوں کے پاس آئی۔ اُس نے ہاتھ سے عمر کا واکر سیڑھیوں سے دور کر دیا، مگر خود اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور عمر کو بچانے کے چکر میں بے تکے انداز میں خود ہی سیڑھیوں سے گر پڑی۔

سر پر ایسی چوٹ لگی تھی کہ وہ زندگی کی بازی ہار گئی، مگر زندگی ہار کر وہ دلوں کو جیت گئی تھی۔ زرمیشہ کی اس اچانک موت سے سبھی دکھی تھے۔ دو دن کے بعد زرمیشہ کی خاص ڈائری سلمان کے ہاتھ لگی تو پڑھ کر وہ ہچکیوں سے رونے لگا۔

اس نے اپنی بہنوں اور والدہ کو وہ الفاظ پڑھنے کو دیے، جن کی کاٹ اب شاید کسی کو زندگی بھر چین نہیں لینے دے گی۔

لکھا تھا:

''مجھے جب بنجر زمین ہونے کے طعنے ملتے ہیں تو میں سوچتی ہوں ایک عورت اگر اولاد کی نعمت سے محروم رہے تو ''بنجر زمین'' کہلانے لگتی ہے، مگر کبھی طعنے دینے والوں نے سوچا ہے کہ بنجر دل کیا ہوتے ہیں؟ اگر بنجر زمین میں کوئی زرخیزی نہیں ہوتی تو جان لو، بنجر دل میں بھی کوئی خیر نہیں ہوتی۔ کوئی نصیحت وصیت کا اثر نہیں ہوتا اس کے دل پر، دراصل اندھے دل ہی بنجر دل ہوتے ہیں، جس پر خیر کا کوئی پھول نہیں اگتا۔ ہاں گناہوں سے بھری جھاڑیاں، خار دار کانٹے روح تک کو گھائل کر دیتے ہیں شکر ہے کہ میں بنجر زمین ہوں بنجر دل نہیں۔''

☆☆☆

PCOS
& UTERINE FIBROIDS
اووریز میں پانی کی تھیلیاں اور رحم کی رسولیاں

ایسی خواتین جن کی اووریز میں پانی کی تھیلیاں ہوں یا رحم میں رسولیاں وہ ابتدائی سٹیج پر ہیں یا ایک سے زائد بار اپریشن کروا چکی ہیں جان لیں کہ یہ امراض اللہ تعالیٰ کے فضل سے قابل علاج ہیں اور بے شمار خواتین اپنا علاج کروا کر نا صرف ان امراض سے بفضل تعالیٰ نجات پا چکی ہیں بلکہ صاحب اولاد بھی ہو چکی ہیں ان امراض سے درج ذیل علامات پیدا ہو سکتی ہیں

بے قاعدگی حیض | کثرت حیض | بندش و قلت حیض | بانجھ پن | چہرے اور جسم پر بال
موٹاپہ | خون کی کمی | کمزوری | چہرہ پر چھائیاں

مزید پیچیدگی سے بچنے کیلئے فری مشورہ کریں
مشورہ ٹائمنگ صبح 11 سے رات 9 بجے تک

ہومیو پیتھک ڈاکٹر محمد اکرم
0321-4534090
0332-4380400

لاہور ہومیو پیتھک کلینک دولت خان روڈ شاہدرہ اسٹیشن لاہور
دوا بذریعہ پارسل کی سہولت موجود ہے

آپ کی صحت

ڈاکٹر اُمِّ محمد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

س: باجی ام محمد صاحبہ! میری عمر ۲۰ سال ہے۔ میرے چہرے پر ایک سال پہلے معمولی سی چیچک نکلی تھی، اس کے دانے ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئے۔ اس کے ساتھ مجھے گیس اور معدے میں تیزابیت کا بھی مسئلہ ہے۔ ازراہِ کرم کوئی دوا تجویز فرما دیں۔

(طاہرہ رشید۔لاہور)

ج: محترمہ طاہرہ رشید صاحبہ! بیٹا آپ نے چیچک کے نشانات کا کہا ہے جبکہ پاکستان ہی نہیں پوری دنیا سے چیچک کا مرض الحمدللہ ختم ہو چکا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ دانے نہ ہوں داغ ہوں۔ ذرا غور کر لیں اگر دانے ہیں اور اس میں سے پانی اور پیپ بھی نکل رہا ہے تو یہ چیچک نہیں ہے، یہ ہارمونز کے نظام کی تبدیلی کی وجہ سے ہیں۔ اس کے لیے گل منڈی 6 گرام، شاہترہ 6 گرام ایک کپ پانی میں جوش دے کر جوشاندہ بنا کر پی لیا کریں۔ خون صاف ہوجائے گا۔ ویسے ہومیو پیتھک کی دوا Hepersuiph200 اور Belladoua200 کے 4-4 قطرے دن میں تین مرتبہ لے سکتی ہیں۔ سبزیوں کا استعمال زیادہ کریں۔ کھیرا، لیموں اور شہد کا ماسک لگا لیا کریں، یہ جلد کو داغوں سے محفوظ رکھے گا۔

س: میری والدہ کو گزشتہ بارہ برسوں سے مائگرین کا مسئلہ ہے۔ معمول سے زیادہ کام، مصروفیت سے درد شروع ہوجاتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ تکلیف اب بڑھتی جارہی ہے۔ عام ادویہ اثر نہیں کرتیں۔ ڈرپ کے ذریعے دردکش ادویہ دینی پڑتی ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دماغ میں کیڑے ہوتے ہیں ان کے ملنے سے درد ہوتا ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

(دختر یعقوب ارشد۔سمندری)

ج: محترمہ دختر یعقوب صاحبہ! دماغ میں کیڑے بڑ جانا محض ایک محاورہ ہے، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ سر میں درد صرف کسی بیماری، پریشانی، ذہنی الجھن سے ہوتا ہے۔ عموماً خواتین میں ناقص صحت سے بیماریاں شروع ہوتی ہیں۔ آپ والدہ کو دوا Iris.Vers30 اور Spigellia30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ دیا کریں۔ رات میں سوتے وقت Mag.phos Im کے 4-5 قطرے بھی۔ اس کے ساتھ آپ والدہ کے آرام اور خوراک کا بہت خیال رکھیں۔ Multiown syrup طاقت کا اچھا سیرپ ہے، صبح اور شام ایک ایک چمچ دے دیا کریں۔

س: باجی! میرا مسئلہ لیکوریا کا ہے۔ میں مدرسے میں پڑھاتی ہوں، اس لیے بار بار وضو کا مسئلہ ہوتا ہے، اس کی وجہ سے میرے جسم میں درد بھی رہتا ہے۔ بلوغت سے پہلے سے ہی مسئلہ شروع ہوگیا تھا۔ ناسمجھی یا شرم کی وجہ سے کسی کو بتایا نہیں۔ اب دو ماہ بعد میری شادی ہے، اسی ڈر اور خوف سے مجبور ہو کر آپ کو خط لکھا ہے۔ (بنت عبداللہ۔فیصل آباد)

ج: محترمہ بنت عبداللہ! آپ دوا Folliculinum 30 اور Kerosote 30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں اور رات میں سوتے وقت Medorrhiaum 200 کے 4-5 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر لے لیا کریں۔ دودھ اپنی خوراک میں ضرور شامل رکھیں۔ چٹ پٹی چیزوں اور زیادہ مرچ مصالحوں سے پرہیز کریں۔ ویسے ہمدرد کا سیرپ 'تن سکھ' ایک ایک چمچ صبح اور شام لے لیں، اس مسئلے کے لیے بہترین ہے۔

صرف جواب:

پیاری بیٹی! آپ کا مسئلہ تو واقعی پریشان کن ہے مگر پریشان ہونے سے یہ حل تو نہیں ہوسکتا۔ ایام میں باقاعدگی کے لیے آپ دوا Wiesbadev30 اور Cyclamin30 کے 4-4 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیں۔ اس کے علاوہ آپ جو گلٹیوں کے بارے میں لکھ رہی ہیں یہ دراصل گلٹیاں نہیں Neboghliam Cyst ہوتی ہیں۔ رحم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ بالکل ٹھیک ہیں، یہ ویسے تو بے ضرر ہوتی ہیں، آپ پھر بھی دوا لینا چاہیں تو Calc.flovr12x1 اور Calc.Carb3x کی 4-4 گولیاں دن میں دو مرتبہ صبح اور رات لیں۔ کچھ احتیاط وزن اٹھانے، پیروں کے وزن پر نیچے بیٹھنے اور بہت پیدل چلنے سے بچیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ٹھیک ہوجائیں گی۔ میرا مشورہ ہے کہ اپنی والدہ سے ضرور اپنا مسئلہ ڈسکس کریں وہ احتیاط بتانے کے ساتھ دعا بھی کریں گی۔

ملاحظہ: جو خواتین آن لائن علاج کروانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کرسکتی ہیں:

0300-9213888

☆☆☆

1987ء سے خدمت میں مصروف

پُھلبھری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

تمام جلدی بیماریوں کا مؤثر اور بے ضرر علاج

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

ایوارڈ یافتہ' ممتاز معالج
اجمل زیدی کے صاحبزادے
اقدس زیدی
(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا مستقل پروگرام

کراچی قیام	1 مارچ تا 10 مارچ، 1 جولائی تا 10 جولائی، 1 نومبر تا 10 نومبر فارچون سنٹر آفس نمبر 706 ساتویں منزل شارع فیصل نرسری بالمقابل K.F.C کراچی فون: 69-7012068(021) موبائل: 8566188(0300)	ملتان قیام	12 مارچ تا 17 مارچ، 12 جولائی تا 17 جولائی، 12 نومبر تا 17 نومبر ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان فون: 62-4518061(061) موبائل 8566188(0300)
لاہور قیام	11 فروری تا 20 فروری، 11 جون تا 20 جون، 11 اکتوبر تا 20 اکتوبر مدینہ ٹاور، آفس نمبر 512 پانچویں منزل، مسلم ٹاؤن موڑ، فیروزپور روڈ، بالمقابل جامعہ اشرفیہ لاہور 0300-8566188	اسلام آباد مستقل پتہ	25 مارچ تا 25 مئی، 25 جولائی تا 25 ستمبر، 25 نومبر تا 25 جنوری مکان نمبر 62 سٹریٹ نمبر 20 سیکٹر G-8-1 تعلیمی چوک (سریا چوک) اسلام آباد موبائل: 8566188(0300)

leucodermatreatment@outlook.com

عفت مظہر۔اسلام آباد

ون ڈش

آج صبح ہی سے میں بے چین و بے قرار تھی۔ عجیب سی گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔ طبیعت اکھڑی اکھڑی سی تھی۔ مایوسی اور بیزاری مجھ پر غالب ہو چکی تھی۔ لوگوں کی بے حسی دیکھ کر دل کڑھ رہا تھا۔ آخر میں خود کلامی کرنے لگی:

’’کیسے محلے والے ہیں؟ پورے دو ماہ ہو گئے، کوئی بھی آس پڑوس سے ملنے نہیں آیا۔‘‘

مجھے پتا نہیں تھا کہ شمائل میرے پیچھے کھڑا ہے، میری بات سن کر بولا:

’’امی! اِس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ آپ خود ہی تو کہتی ہیں کہ پہل کرنے والا اجر میں سبقت لے جاتا ہے۔ آپ آپی کے ہمراہ جا کر تین چار گھروں میں دعا سلام کر آئیں۔ اجر بھی مل جائے گا اور تعارف بھی ہو جائے گا۔‘‘

ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو شمائل! واقعی مجھے ہی پہل کرنا چاہیے۔ بس مجھے خیال تھا کہ ہم نئے آئے تو ہیں تو شاید محلے والے پہلے آئیں!‘‘

خدا کا کرنا دیکھیے کہ ابھی میں نے یہ کہا ہی تھا کہ اسی اثنا میں دروازے پر دستک ہوئی۔

میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو سامنے دو خواتین کھڑی تھیں۔ کہنے لگیں ہم سامنے والے گھر سے آئے ہیں۔

میرے تو من کی مراد بر آئی۔ پر جوش مصافحہ کیا اور اصرار کر کے دونوں کو اندر لے آئی۔

رسمی حال احوال دریافت کرنے کے بعد وہ گویا ہوئیں۔

’’باجی! ہمارے گھر کل ’ون ڈش‘ پارٹی ہے۔ آپ کو مدعو کرنے آئے ہیں۔‘‘

میں نے مسکرا کر پوچھا: ’’لیکن کس خوشی میں؟‘‘

ایک خاتون کہنے لگی: ’’ہم محلے والے ہر ماہ کے پہلے ہفتے میں ایک گھر میں ’ون ڈش‘ پارٹی رکھتے ہیں۔ اس طرح سب مل لیتے ہیں اور ایک دوسرے کی خیریت بھی دریافت ہو جاتی ہے۔ آپ ضرور آیئے گا، ہمیں خوشی ہو گی۔‘‘

میں کچھ دیر کے لیے خاموش ہوئی، پھر برملا اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے بولی:

’’دراصل میں ایسی محفلوں میں جانے سے گھبراتی ہوں۔ وہی گھروں اور کپڑوں کی آرائش و زیبائش کی باتیں، کھانا پکانے کی ترکیبیں، سیر و تفریح پر لاحاصل گفتگو، فیشن اور ڈراموں پر بے مقصد تبصرے۔‘‘

’’نہیں نہیں ایسا کچھ نہیں ہوگا باجی! آپ کو ضرور آنا ہے بلکہ دعا بھی آپ ہی نے کرانی ہے۔ اس بہانے تمام محلے والوں سے آپ کی ملاقات بھی ہو جائے گی۔‘‘

ان کے اصرار پر میں نے حامی بھر لی۔ شکر بھی ادا کیا کہ دعوت میں ’ون ڈش‘ ہے، لمبا چوڑا اہتمام نہیں ہوگا۔

خیر مقررہ وقت پر وہاں پہنچی تو گھر والوں کے سوا کوئی نہ تھا۔

میں نے حیران ہو کر خاتون خانہ سے پوچھا کہ چار بجے کا وقت تھا ناں! تو بڑے آرام سے بولیں: ’’جی باجی! چار بجے ہی کا وقت تھا لیکن چھ بجے سے پہلے کوئی نہیں آئے گا۔‘‘

اپنے وقت کا اتنا ضیاع اور خواتین کی وقت کی پابندی نہ دیکھ کر مجھے خاصا دکھ ہوا۔

پھر واقعی چھ بجے کے بعد ہی خواتین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب کافی خواتین آ چکیں تو میزبان خواتین کی اجازت سے کچھ بات قرآن پاک کی اہمیت پر کی مگر تھوڑی ہی دیر میں احساس ہو گیا کہ کوئی بھی بات سننا نہیں چاہ رہا۔ سب اچھی خاصی بیزاری ظاہر کر رہے تھے، سو میں نے بات مختصر کر کے دعا کروا دی۔

کھانے والے کمرے اور بیٹھک کے درمیان پردہ پڑا ہوا تھا۔ مختلف کھانوں کی مہک آ رہی تھی۔ خواتین اُچک اُچک کر ادھر دیکھ رہی تھیں۔ عجیب بے قراری کی کیفیت تھی۔ پردہ ہٹایا گیا تو کھانے کی میز رنگا رنگ کھانوں سے سجی ہوئی تھی۔

دیکھ کر میرا تو دل ہی دھڑکنا بھول گیا کہ یہ کیسی ’ون ڈش‘ ہے......!؟

میں نے میزبان خاتون سے استفسار کیا تو مسکراتے ہوئے کہنے لگیں:

’’جی باجی! ’ون ڈش‘ پارٹی ہی تو ہے۔ بیس خواتین آئی ہیں تو سب ایک ایک ڈش بنا کر لائی ہیں۔ اس سے کسی ایک پر بوجھ نہیں پڑتا۔‘‘

میں نے دکھی لہجے میں کہا: ’’یہ ’ون ڈش‘ تو نہیں ’بیس ڈش‘ پارٹی ہے۔‘‘

انھوں نے مجھے کھانے کی دعوت دی مگر میں نے معذرت کر لی، پھر سوچوں کے سمندر میں ڈوبی گھر واپس آ گئی کہ کہیں بھوک، فاقے اور افلاس ڈیرے ڈالے بیٹھے ہیں اور کہیں ’ون ڈش‘ کے نام پر یہ اسراف ہے......!

گھر آکر میں نے بچوں کے ساتھ اپنا دکھ بانٹا تو شرجیل بولا:

''امی! مایوسی گناہ ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی اصلاح کے لیے یہاں بھیجا ہے لیکن ابھی آپ خاموش رہیے کہ ابھی آپ کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ پہلے آپ محلے والوں سے اپنے خیرخواہانہ تعلقات مضبوط کریں۔ جب انھیں آپ کی خیر خواہی کا یقین ہوجائے گا تو ہی وہ آپ کی بات غور سے سنیں گے۔'' بیٹی نے بھی بھائی کی تائید کی۔

میرے پاس اگلی 'ون ڈش' پارٹی تک ایک مہینہ تھا۔ میں نے لگ کر پڑوسیوں کی دل جوئی کی۔ اللہ کی رضا کے لیے اُن کے دل جیتنے کی حتی الوسع کاوش کی۔ یہاں تک کہ اگلی پارٹی کا بلاوا آگیا، سو اس دن میں روزہ رکھ کر گئی۔

حال وہی تھا اس بار بیس کے بجائے 'اکیس ڈش' پارٹی تھی۔ میں نے تھوڑی سی بات وقت کی پابندی اور اسراف پر کی جو اس بار غور سے سنی گئی۔ دعا کے بعد میں نے اعلان کیا کہ اگلی پارٹی میرے گھر ہوگی لیکن ایک تو کوئی بہن کھانا لے کر نہیں آئیں گی، نیز وقتِ مقررہ پر سب بہنیں پہنچ جائیں تو میں مشکور ہوں گی۔

میرے پاس اب پھر پورا ایک ماہ تھا۔

میں نے پورے ماہ دلجمعی کے ساتھ محلے والوں سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ اللہ کی مدد شاملِ حال رہی، خواتین دین کی بات سننے پر مائل ہوگئیں اور آخر وہ دن بھی آگیا۔ میری محنت کارگر ثابت ہوئی، اس بار خواتین مقررہ وقت پر ہمارے گھر موجود تھیں۔ قرآن پاک کی اہمیت وفضیلت بتانے کے بعد میں نے 'بسیار خوری' کی کراہت سے انھیں آگاہ کیا۔ 'قرآن پاک کی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ کافر (دنیا میں) مزے اڑاتے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں جس طرح جانور کھاتے ہیں۔ کھاؤ پیو موج اڑاؤ والا طرزِ زندگی مسلمانوں کا نہیں کفار کا طرزِ زندگی ہے۔

پھر چند احادیث سنائیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پیٹ کے برتن سے بدتر کوئی برتن نہیں، جسے انسان بھرتا ہے۔ ابن آدم کو پیٹ سیدھا رکھنے کے لیے چند لقمے کافی ہیں۔ اگر زیادہ کھانے کی رغبت ہو تو بھی ایک تہائی حصہ کھانے کے لیے ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے رکھنا چاہیے۔ آج زندگی بس کھانے پینے کا نام ہے۔ جس وقت جی چاہا جتنا جی چاہا، کھالیا، حالانکہ کہا گیا ہے کافر کی زندگی زیست برائے خوردن اور مسلمان کی زندگی خوردن برائے زیست ہونی چاہیے۔''

خواتین بڑے غور سے میری بات سن رہی تھیں۔ میں نے مختصر سی دعا کرائی اور پھر وہیں دسترخوان بچھایا۔ چائے کے ساتھ گرما گرم سموسے رکھے اور بتایا کہ اصلی 'ون ڈش' بس یہ ہے۔ سادگی ایمان کی علامت ہے اور اسی میں اللہ کی رضا ہے۔

ایک خاتون نے جاتے ہوئے مصافحہ کیا اور بولیں: آج میں نے بہت کچھ سیکھا اور اپنا کڑا احتساب بھی کیا۔

دوسری خواتین اس وعدے کے ساتھ رخصت ہوئیں کہ آئندہ ہم بھی ایسی ہی 'ون ڈش' کریں گے۔

☆☆☆

شادی میں دینے کے لیے ایک قیمتی تحفہ

دُلہا دُلہن نیک ہوں گے تو ایک بھی ہوں گے اِن شَاءَاللہُ تعالیٰ

نیکی کی طرف مائل کرنے میں مددگار کُتب

تحفۂ دُلہن

✿ خوشگوار زندگی کے سنہری اصول ✿ کامیاب بیوی کی 6 خوبیاں
✿ سسرال میں خوش رہنے کی تدابیر ✿ ایک ماں کی 10 وصیتیں

تحفۂ دُلہا

✿ نیک بیوی کے لیے دعائیں ✿ پُرسکون زندگی بنانے میں مددگار
✿ باہمی محبت اور جھگڑوں سے حفاظت کی تدابیر

تحفۂ دُلہن: سادہ ایڈیشن -/250، اعلیٰ ایڈیشن -/500
تحفۂ دُلہا: سادہ ایڈیشن -/195، اعلیٰ ایڈیشن -/360

آئیں! مل کر کتاب دوستی کو فروغ دیں اور اس پیغام کو عام کریں۔

مستند مجموعۂ وظائف اب موبائل ایپلی کیشن میں بھی دستیاب ہے۔

GET IT ON Google Play

بیت العلم

کراچی فون: 021-32726509 ، موبائل: 0309-2228089
لاہور فون: 042-37112356
Visit us: www.mbi.com.pk maktababaitulilm

جبیں چیمہ

٣

اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا!

ناصر کے جانے کے بعد لیلیٰ ایک بار پھر خیالات کے بھنور میں چکرانے لگی۔

کوئی اور ہوتی تو اپنے گھر والوں سے ملاقات کے دل خوش کن خیال ہی میں کھوئی رہتی مگر وہ لیلیٰ تھی جسے بچپن ہی سے ذاتی مفاد و مسائل سے زیادہ امت مسلمہ کے اجتماعی مسائل پر سوچنے کی تربیت ملی تھی۔

وہ سوچنے لگی کہ اگر حسنی مبارک کو ہٹا دیا جائے اور عام لوگوں کو اپنا حکمران چننے کا موقع ملے تو پھر تو اخوان المسلمین کو اقتدار میں آنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ لیلیٰ جانتی تھی کہ اخوان ایک لمبے عرصے کی قربانیوں، شہادتوں عام لوگوں کی اصلاح کے کاموں اور اپنے جگہ جگہ قائم کیے گئے اسکولوں کی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں بستے تھے۔

بے پناہ تشدد کے باوجود حسن البناء شہید کی شہادت سے لے کر سید قطب شہید اور دوسرے قائدین کو پھانسیاں دینے کے باوجود فرعون کے مقلدین لوگوں کے دلوں سے اسلام کی سچی محبت ختم کرنے میں ناکام رہے تھے۔

مصر کے پہلے فوجی آمر جمال عبدالناصر نے اخوان المسلمون کو یورپ کے کہنے پر خلافِ قانون قرار دیا، کیونکہ اس نے اپنے دور میں ''عرب نیشنلزم'' کی تحریک شروع کر رکھی تھی، جس کا وہ خود بانی اور سربراہ تھا مگر اخوان المسلمون کے قائد حسن البناء کا ایک ہی نعرہ تھا کہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ قرآن ہمارا آئین ہے اور اسلام کا نفاذ ہماری زندگی کا مقصد ہے۔

جناب حسن البناء کی شہادت کے بعد یہی نظریہ لے کر سید قطب چلے مگر جمال عبدالناصر اور اس کے حواری اپنا رشتہ پیغمبروں سے توڑ کے فرعون سے جوڑ بیٹھے تھے۔ وہ اس بات پر فخر محسوس کرتے تھے کہ وہ فرعون کی اولاد ہیں۔

انھوں نے اسرائیل کے مقابلے میں عرب نیشنلزم کے نام پر جو فوج اکٹھی کی، وہ اسرائیل کے مقابلے میں چھے دن بھی نہ ٹھہر سکی اور تباہ و برباد ہو گئی اور اس طرح کہ غزہ اور صحرائے سینا بھی مصر کے ہاتھ سے نکل گیا۔

اخوان المسلمون کے قائدین نے بار بار یہ بات حکمرانوں کے گوش گزار کرنے کی کوشش کی تھی کہ فرعونیت سے ناتا جوڑنے کی بجائے، اس آفاقی پیغام میں ہی بچت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے تھے۔ اس کے علاوہ باقی سب باطل ہے۔ کوئی بھی فوج کسی نظریے کے لیے جان دیتی ہے۔ کچھ زمین کے ٹکڑوں کے لیے لڑتے ہیں مگر مسلمان ہمیشہ دین کی سربلندی کے لیے زندہ رہتا اور شہید ہوتا ہے۔ اس کا مطلوب و مقصود صرف اور صرف دین کی سربلندی ہے۔ مسلمان فوجوں کو ان کے نظریے سے ہٹا کر کسی بھی ''ازم'' کے لیے لڑانا ایسا ہی ہے جیسے شیر کے پنجے نکال کر اسے دنگل میں اتار دیا جائے۔

مگر اسلام کا پیغام حکمرانوں کے لیے موت کے مترادف تھا۔ وہ دنیا کا عیش و عشرت نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ انھیں یہ زندگی اور اس کی راحتیں آخرت سے عزیز تر تھیں۔

''کتنے کم عقل اور کمترین ہیں ہم لوگ! کتنی آسانی سے بک جانے والے اور کتنی کم تر

چیلنج مریض

شفایاب مریض ○ بے اولاد ○ بواسیر

چیلنج مریض

رشید احمد خان عمر 50 سال رحیم یار خان

مجھے بواسیر بادی، فشر تقریباً 7 سال سے تھی، مختلف حکماء، ڈاکٹروں سے علاج کرایا، وقتی فائدہ ہوتا مکمل فائدہ نہ ہوا، کچھ عرصہ بعد پھر تکلیف شدت اختیار کر جاتی، پھر علاج کراتا مگر فائدہ وقتی ہوتا۔ ایک دِن ''خواتین کا اسلام'' میں حکیم قاری صاحب کا اشتہار پڑھا، رابطہ کیا، لاہور میں ملاقات ہوئی، معاینہ کرایا، مجھے تسلی ہوئی، کچھ سوالات کیے، تسلی بخش جواب دیے، میں مطمئن ہوا، علاج شروع کر دیا، ایک ماہ کھانے کی دوائی سے 8 دِن میں مسے گر گئے، مکمل آرام 40 دِن میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ شکر ادا کیا، اس وقت بہترین زندگی گزار رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی ہے۔

م،ص،ن عمر 22 سال فیصل آباد

مرض مرض ہوتی ہے چاہے کوئی بھی ہو، مگر بواسیر کی مرض سے اللہ کی پناہ!!! مجھے بواسیر خونی عرصہ 12 سال سے تھی، جب سے اس مرض کے بارے میں مکمل معلومات ہوئیں، اس کا علاج شروع کر دیا، مگر وقتی فائدہ ہوتا، مکمل آرام نہ آتا، گھریلو ٹوٹکے اور مختلف ادویات، مختلف حکماء ڈاکٹر حضرات سے علاج کرایا مگر فائدہ ندارد، آخر کار تنگ آ کر حکیم قاری صاحب سے رابطہ کیا، صورتِ حال سے آگاہ کیا اور وقت لیا، لاہور میں حاضر ہوئے، لیڈیز طیبہ سے معاینہ کرایا، مرض کی کیفیت بہت ---- مگر حکیم قاری صاحب نے تسلی دی کہ ''اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔'' لیڈیز طیبہ نے دوائی لگا دی، ایک ماہ کی دوائی بھی کھانے کی دی، پرہیز بہت سخت بتائی، تمام شرائط پر عمل کیا، مسے 10 دِن میں گر گئے، فشر 20 دِن میں ختم ہو گیا، تمام زخم 40 دِن میں مکمل بند ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت کرم کیا، اب میں تمام کام احسن طریقہ سے سرانجام دے رہی ہوں۔ حکیم قاری صاحب کے لیے خصوصی دعا کراتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی ہے۔

انشاءاللہ

1965ء: سے خدمت انسانیت میں مصروف عمل

پاکستان میں واحد طریقہ علاج

بواسیر کے مایوس مریضوں کیلئے

چیلنج

صرف ایک بار دوا لگانے سے

بواسیر خونی و بادی

3 دن میں مکمل جڑ سے خاتمہ زندگی بھر نہ ہوگی

ان شاءاللہ

ناسور فشر کا بغیر آپریشن علاج

علماء کرام، اساتذہ کرام طلباء اور غرباء کیلئے خصوصی رعایت

ہمارے ہاں ان تمام امراض کا شافی علاج کیا جاتا ہے

دوائے دماغ و محافظ قلب

دوائے شوگر علاج و تحفظ

موٹاپے کا مکمل خاتمہ

امراض کینسر منہ، ہونٹ، جلد

امراض جلد چنبل، خارش، داد

جوڑوں کا درد کمر کا درد، اعصابی درد

بال چر، بالوں کا گرنا بالوں کا لمبا کرنا

بانی حکیم قاری محمد اسحاق طاہری ایم اے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فون پر مشورہ کر کے دوائی بذریعہ V.p پارسل منگوائی جا سکتی ہے۔

بیٹا نعمت اولاد بیٹی رحمت

اولاد اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے

بے اولاد جوڑے قابل علاج

ہمارے طریقہ علاج سے کئی حضرات صاحب اولاد ہو چکے ہیں الحمدللہ

امراض معدہ و جگر

کالا، پیلا یرقان

ہیپاٹائٹس بی، سی

کا شافی علاج انشاءاللہ

خاندانی معالج مولانا حکیم محمد ابوبکر صدیق ایم اے

فاضل الطب والجراحت پاکستان

رجسٹرڈ نیشنل کونسل فار طب اسلام آباد Q.H.42360.A

العمار دار الشفاء

0345-7244474

کراچی پیراڈائز بیکری گلشن اقبال بلاک 4.A

ملتان ہر ماہ کی 22,21 تاریخ

راولپنڈی ہر ماہ کی 24 تاریخ

لاہور ہر ماہ کی 23 تاریخ

Like Us On f Alammardarulshifa

قیمت پر۔‘‘ لیلیٰ نے دکھ سے سوچا۔

☆......☆

ایک دن اس کا میاں ناصر گھر آیا تو وہ بہت پر جوش تھا۔

مصر میں عام انتخابات کا اعلان کر دیا گیا تھا اور یہ مصر کی تاریخ کا پہلا واقعہ تھا کہ لوگ اپنے حکمران خود چننے جا رہے تھے۔ ناصر بے انتہا خوش تھا کہ اب اخوان کو حکومت میں آنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

’’ہم دونوں مصر جائیں گے۔ میں سارا دن خبریں اکٹھی کیا کروں گا اور ممکن ہے کہ میں تمھیں تمھارے خاندان سے ملوانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ تم جی بھر کر اپنے گھر والوں کے ساتھ رہنا۔‘‘

’’مگر مصر کے اہل اقتدار نے یہ بات کیسے مان لی؟ انھیں اس بات کا اندازہ تو ہوگا ہی کہ اگر الیکشن ہوئے تو اخوان کو اقتدار میں آنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔‘‘ لیلیٰ نے اپنے خاوند سے پوچھا۔

’’کیسے نہیں مانتے، اب لوگوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ لوگ ہر روز تحریر اسکوئر پر جمع ہو کر احتجاج کرتے تھے، جنھیں روکنے کی ہر کوشش ناکام ہوگئی اور آخر انھیں گھٹنے ٹیکنے پڑے۔‘‘

☆......☆

ناصر کو چند دنوں کے بعد مصر کا ویزا مل گیا تھا مگر لیلیٰ کا پاسپورٹ مصری سفارت خانے نے ابھی رکھ لیا تھا۔ نجانے وہ اس کے بارے میں کیا تحقیق کرنا چاہتے تھے۔ ان دنوں مصر میں ہر روز لاکھوں لوگ مظاہرے کر رہے تھے اور ہر روز انھیں تحریر اسکوئر سے ہٹانے کے لیے آنسو گیس اور ربڑ کی گولیاں چلائی جا رہی تھیں۔

نجمہ ثاقب

میرے گھر سے نکل!

پہاڑوں سے، بن سے، نگر سے نکل
مرے خشک و تر، بحر و بر سے نکل
مرے گیہوں، زیتون، زر سے نکل
نمک، نان، اگنی، شرر سے نکل
ہر اک خانۂ غم سے نابود ہو
مرے درد کی ہر ڈگر سے نکل
مرے خوش بیاں شاعروں کے سخن
سخن کی حسیں رہگزر سے نکل
نکل اے ہوس! میرے گھر سے نکل

☆

(محمود درویش کے ’’القصیدۃ الممنوعۃ‘‘ سے ماخوذ)

لیلیٰ نے قاسم اور فریال کے لیے کپڑے خریدے تھے۔ ابا کے لیے ایک چھوٹا سا موبائل فون خریدا تھا۔ اپنی امی کے لیے سوئیٹر لے کر رکھ لیا تھا۔

اور آخر وہ دن آ گیا جب وہ اپنے خاوند کے ساتھ قاہرہ کے ہوائی اڈے پر اتری۔ اُس وقت اس کا ننھا بیٹا ابراہیم چھے ماہ کا ہو چکا تھا۔

جب ابراہیم پیدا ہوا تھا تو لیلیٰ کتنا تڑپی تھی کہ وہ اپنے ماں باپ اور بہن بھائی کو یہ خوش خبری سنائے مگر اس کے پاس رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا مگر اب جب سے موبائل فون آئے تھے، وہ روز سوچتی کہ کاش امی ابا کے پاس بھی موبائل ہو اور وہ بآسانی ان سے بات کر سکے۔

وہ قاہرہ ہوائی اڈے پر اترے تو دوپہر کا وقت تھا۔ جنوری کا مہینہ تھا، سو ہوا میں خنکی تھی۔ وہ ٹیکسی لے کر اپنے ہوٹل پہنچے جو نیل کے کنارے تھا۔ سامان رکھ کے وہ فوراً تحریر اسکوائر کی طرف دوڑے، کیونکہ آج کے دن کو مصر کے عوام نے ’’یوم الغضب‘‘ کا نام دیا تھا۔

تحریر اسکوئر میں ایک خلقت اُمڈ آئی تھی۔ لوگ الیکشن کا مطالبہ کر رہے تھے جبکہ حکومت ان پر تشدد کر کر کے تھک چکی تھی اور اب وہ انھیں ’’اصلاحات‘‘ کا لالی پاپ دینے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ تحریر اسکوائر پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ لوگ غیظ و غضب میں تھے۔ ان کے چہرے جوش سے سرخ تھے اور وہ ایک ہی آواز میں نعرے لگا رہے تھے:

’’حسنی مبارک گھر جاؤ۔ ہم الیکشن چاہتے ہیں۔‘‘

لوگوں پر آنسو گیس کے گولے پھینکے جا رہے تھے۔ جلد ہی اُن پر گولیاں چلنے لگیں۔ لوگ زخمی ہو ہو کر گر رہے تھے مگر اپنی جگہ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے۔

اُس شام وہ واپس ہوٹل پہنچے تو دونوں بہت پُر امید تھے۔ لوگ اپنی حکومت خود منتخب کرنا چاہتے تھے اور نتیجہ پہلے سے ہی معلوم تھا۔ سید حسن البناء اور سید قطب شہید کی جماعت: اخوان المسلمون!

زینب الغزالی اور اس کی طرح کی دوسری دختران ملت کی جماعت جو خالص دین کا نفاذ چاہتے تھے۔

وہ نیل کے کنارے ٹہلتے ٹہلتے کافی دور جا نکلے۔ تب ناصر نے مسکراتے ہوئے لیلیٰ سے کہا: ’’ایک چیز تم نے نوٹ کی؟‘‘

’’وہ کیا؟‘‘ وہ تجسس سے اس کی طرف مڑی۔

’’تم نے دیکھا۔ سارے فرعون کیسے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے کھڑے ہیں۔‘‘ ناصر نے ریلوے اسٹیشن کے بورڈ کی طرف اشارہ کیا۔

’’یہ دیکھو پہلا اسٹیشن ’رعمیس ٹو‘ کے نام پر ہے، یعنی وہ فرعون جو سمندر میں غرق ہوا۔ اگلا اسٹیشن جمال عبدالناصر کے نام پر ہے جو کہتا تھا کہ وہ فرعون کی اولاد میں سے ہیں، تیسرا انور السادات کے نام پر اور چوتھا حسنی مبارک کے نام پر۔ یہ سب بھی جمال عبدالناصر کے پیروکار ہیں۔‘‘

اتفاق سے انھی دنوں ترکی کا ایک وفد ہلال احمر کی طرف سے غزہ جا رہا تھا۔ ناصر نے ان سے درخواست کی کہ وہ لیلیٰ کو بھی ساتھ لے جائیں کہ اسے اپنے گھر والوں سے بچھڑے بہت دیر ہو گئی تھی۔ ناصر کے کہنے پر لیلیٰ کو ترکش پاسپورٹ پر ساتھ لے جایا گیا۔

غزہ جو دنیا سے کٹ چکا تھا۔ چالیس کلومیٹر لمبی اور دس کلومیٹر چوڑی پٹی جس میں بائیس لاکھ فلسطینیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ٹھونسا گیا تھا۔ وہ باقی دنیا سے کٹے ہوئے تھے۔ لیلیٰ اس پرانے قفس میں آ کر ہر چیز کو بھیگی آنکھوں سے دیکھتی جاتی تھی۔

مفلوک الحال ہم وطنوں کے پھٹے پرانے کپڑے، ہسپتالوں کے باہر بیماروں کی لمبی قطاریں، دواؤں کی قلت، ناکافی خوراک، تعلیم اور روزگار نا پید۔

وہ ننھے ابراہیم کو لے کر جلد سے جلد اپنے والدین کے پاس پہنچنا چاہتی تھی جو غزہ کے جنوبی کنارے پر رہتے تھے۔ وہ لوگ صرف دس دن کے لیے غزہ آئے تھے۔

پھر وہ غزہ میں اس کا دوسرا دن تھا جب وہ اپنے گھر والوں سے ملی۔

اسے لگا جیسے دنیا میں اس سے بڑی خوشی اس سے بڑا خزانہ اور کوئی نہیں کہ ایک بچھڑی ہوئی بیٹی دوبارہ اپنے ماں باپ اور بہن بھائی کو زندہ دیکھ لے۔

وہ گھر میں داخل ہوئی تو ابا قرآن مجید کی تفسیر پڑھ رہے تھے۔ امی دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔ کہیں سے بکری کا گوشت آیا تھا تو وہ شوربے والا پکا رہی تھیں۔ قاسم حسب معمول کہیں گیا ہوا تھا اور فریال اسکول میں پڑھانے گئی ہوئی تھی۔

لیلیٰ کو دیکھ کے چند لمحے تو ابا ساکت بیٹھے رہے، جیسے خواب دیکھ رہے ہوں۔

’’لیلیٰ......!‘‘ ان کے ہونٹ بے آواز ہلے۔

’’ابا......!‘‘ وہ بھاگ کے ان سے لپٹ گئی اور رونے لگی۔

(جاری ہے)

کوئی ضامن لے آؤ!

نگینہ بشیر احمد

اُس نے اُفق کے پار نڈھال ہو کر گرتے ہوئے سورج کو ایک نظر دیکھا۔

سورج کی ٹکیہ آگ کی مانند سرخ ہو چکی تھی۔ دُور کہیں سمندر میں ڈوبتے سورج کی سنہری سرخی مائل شعاعیں دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا جیسے سمندر میں آگ لگی ہو۔

جوں جوں سورج غروب ہو رہا تھا، اُس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔

''وہ ضرور یہی خیال کرے گا کہ میں نے اُسے دھوکا دیا ہے۔ اُس کے ساتھ غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اب اسے کیا معلوم کہ میں یہاں کس مصیبت میں پھنسا ہوں۔ کوشش کے باوجود مجھے کوئی بحری جہاز یا کشتی نہیں مل رہی۔'' وہ بے چینی سے ساحلِ سمندر پر ٹہل رہا تھا۔

اب سورج کی وہ سرخ ٹکیہ بھی غروب ہو چکی تھی۔ بس اُفق پر ہلکی ہلکی سفیدی مائل سرخی رہ گئی تھی، جو آنکھوں کو بے حد بھلی معلوم ہو رہی تھی لیکن وہ بھلا اس خوب صورت اور دل کش منظر سے کیسے لطف اندوز ہوتا، اُسے تو جہاز نہ ملنے کی فکر کھائے جا رہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں دھیرے دھیرے وہ سرخی بھی رخصت ہو گئی تھی اور شام کا اندھیرا آہستہ آہستہ پھیلنے لگا۔

اس نے آخری مرتبہ سمندر میں نظر دوڑائی کہ شاید جہاز اس طرف آ رہا ہو لیکن دُور دُور تک اسے کوئی جہاز نظر نہ آیا۔ سمندر پرسکون تھا۔ وہ مایوس ہو کر واپس جانے لگا۔

اس کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ کچھ دنوں پہلے اچانک اُسے ایک ہزار دینار کی ضرورت پیش آ گئی تھی۔ اُس نے اپنی قوم بنی اسرائیل ہی کے ایک آدمی سے قرض مانگا۔

''ایسا کرو......! تم کوئی گواہ لے آؤ۔ میں اُس گواہ کے سامنے تمھیں قرض دوں گا تا کہ میرے پاس کوئی تو ثبوت ہو کہ میں نے تمھیں قرض دیا ہے۔'' وہ آدمی بولا۔

''اللہ تعالیٰ گواہی دینے کے لیے کافی ہیں۔'' بے اختیار اُس کے منہ سے نکلا۔

''اچھا چلو تم کوئی ضامن لے آؤ جو یہ ضمانت دے سکے کہ تم اتنی مدت میں مجھے قرض لوٹا دو گے۔''

''اللہ تعالیٰ ہی کی ضمانت کافی ہے۔'' اُس نے کہا۔

''ہوں، بہت خوب! تم نے سچ کہا، یہ لو ایک ہزار دینار۔'' وہ آدمی بولا اور قرض واپس کرنے کی ایک مدت مقرر کر کے ایک ہزار دینار اُس کے حوالے کر دیے۔

دینار لے کر وہ سمندری سفر پر چلا آیا تھا۔ ایک ہزار دینار دراصل اُسے اپنے ایک ضروری کام کے لیے چاہیے تھے۔ اُس نے اپنا کام مکمل کیا اور وطن واپس جانے کے لیے ساحل پر آ گیا۔ قرض لوٹانے کی مدت قریب آ رہی تھی۔ اُس کی کوشش تھی کہ جلد از جلد اُسے کوئی جہاز مل جائے تا کہ وہ اپنے قرض خواہ کو ایک ہزار دینار لوٹا دے لیکن اُسے کوئی جہاز نہیں مل رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ آدمی پتا نہیں اُس کے بارے میں کیا خیال کر رہا ہوگا۔ یوں ہی جہاز کی تلاش اور انتظار میں کئی دن گزر گئے۔

ایک دن جب اضطراب بہت بڑھ گیا اور اسے لگا کہ قرض خواہ کے دل میں اس کے لیے بدگمانی نہ آجائے کہ میں نے اللہ رب العزت کے نام پر دھوکا کیا تو اس نے ایک دن ایک عجیب کام کیا۔ یہ کام اگرچہ نہ سمجھ میں آنے والا تھا لیکن اُس نے عمل کرنے کی ٹھان لی۔ اُس نے ایک لکڑی خریدی اور اُس کے درمیان سے کھود کر اتنی جگہ بنائی جس میں ایک ہزار دینار آ سکیں۔ جب جگہ بن گئی تو اُس نے ایک ہزار دینار اور اپنے قرض خواہ کے نام ایک خط لکھ کر اُس کھدی ہوئی جگہ میں رکھا اور اسے پُر کر دیا، پھر اس نے وہ لکڑی اٹھائی اور سمندر کے کنارے آ کر اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے عرض کیا:

''اے اللہ! تُو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لیا تھا۔ اُس نے مجھ سے گواہ مانگا تو میں نے کہا: ''اللہ کی گواہی کافی ہے۔'' وہ تیری گواہی پر راضی ہو گیا۔ اُس نے ضمانت مانگی تو میں نے کہا: ''اللہ کی ضمانت کافی ہے۔'' وہ اس پر بھی راضی ہو گیا تھا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ مجھے جہاز مل جائے تو میں اُس کا قرض لوٹا دوں مگر کوئی جہاز نہ مل سکا۔

اے اللہ......! اب میں یہ رقم تیرے سپرد کرتا ہوں، تُو یہ اس تک پہنچا دے۔''

یہ کہہ کر اُس نے وہ لکڑی سمندر میں چھوڑ دی اور واپس چلا آیا۔

اب اُس کے دل کو کچھ ڈھارس بندھ گئی تھی۔

بہر حال اس نے جہاز کی تلاش جاری رکھی۔

آخر ایک دن اُسے جہاز مل گیا۔ اپنے وطن پہنچ کر وہ ایک ہزار دینار لے کر سیدھا اُس شخص کے پاس پہنچا:

''میرے بھائی! اللہ کی قسم......! میں نے واپس آنے کے لیے جہاز تلاش کرنے کی بہت کوشش کی تا کہ میں قرض لوٹانے کی مقررہ مدت تک بلکہ اُس سے پہلے آپ کو ہزار دینار لوٹا سکوں لیکن افسوس مجھے جہاز نہ مل سکا۔ اُمید ہے آپ مجھے معاف کر دیں گے۔ یہ آپ کے ہزار دینار حاضر ہیں۔'' اُس شخص سے ملاقات ہوتے ہی وہ معذرت خواہانہ لہجے میں بولا۔

''لیکن......! ایک ہزار دینار تو مجھے مل چکے ہیں۔''

''مل چکے ہیں......! کیا مطلب؟'' اُس نے حیرت سے اُس کی طرف دیکھا۔

''لیکن تمھیں ایک ہزار دینار ملے کیسے؟''

''پہلے تم یہ بتاؤ، کیا تم نے میری طرف کوئی چیز بھیجی تھی؟''

''میں نے؟......اوہ ہاں۔'' وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔

''وہ لکڑی مجھے مل گئی تھی۔ ایک دن میں سمندر کی طرف گیا تھا کہ اچانک مجھے سمندر میں ایک لکڑی تیرتی نظر آئی۔

''اِس لکڑی کو پکڑ لیتا ہوں، جلانے کے کام آئے گی۔'' میں نے یہ سوچ کر لکڑی پکڑ لی، پھر جب غور سے دیکھا تو اُس پر کھدائی کا نشان نظر آیا۔ میں نے اسے کھودا تو اس میں سے ایک ہزار دینار اور تمھارا خط ملا۔ مجھے بے حد حیرت ہوئی۔ تم واقعی ایک بہترین انسان اور ہدایت یافتہ آدمی ہو۔''

وہ محبت بھری نظروں سے اپنے مقروض کو دیکھتے ہوئے بولا، جو اپنے اللہ تعالیٰ کی اس قدرت اور اپنے ساتھ اس انوکھے معاملے پر شکر ادا کرنے میں مشغول ہو گیا تھا۔

ملاحظہ: یہ کہانی جس حدیث سے ماخوذ ہے اُس کا حوالہ درج ذیل ہے:

(الصحیح البخاری، کتاب الکفالۃ، باب الکفالۃ والقرض ۴/۴۶۹)

اے تمام عالموں کے معبود!

علم التجوید کے حوالے سے فضیلۃ الشیخ محمد امین مصریؒ کے دُعائیہ اشعار
ترجمہ: حضرت شیخ مولانا قاری فتح محمد پانی پتی رحمہ اللہ!

انتخاب: محمد عاشق الٰہی۔ کراچی

یَااِلٰہَ الْعَالَمِیْنَا... یَا مُجِیْبَ السَّآئِلِیْنَا
اے تمام عالموں کے معبود!......اے سائلین کی دعا قبول کرنے والے!

ھَبْ لَنَا مِنْکَ رَشَادًا... وَسَدَادًا وَّیَقِیْنَا
ہمیں اپنی جانب سے سیدھا راستہ......درستی اور ایمان ویقین عطا فرما دیجیے

رَبِّ کَمِّلْنَا بِحِفْظٍ... سَھِّلِ الْقُرْاٰنَ فِیْنَا
اے پروردگار! ہمیں حفظ میں کمال عطا فرما دیجیے
ہمارے لیے قرآنِ کریم کو آسان کر دیجیے

یَااِلٰہَ الْعَالَمِیْنَا... یَا مُجِیْبَ السَّآئِلِیْنَا
اے تمام عالموں کے معبود!......اے سائلین کی دعا قبول کرنے والے!

رَبِّ جَوِّدْنَا بِحَرْفٍ... وَانْشُرِ التَّجْوِیْدَ فِیْنَا
اے پروردگار! ہمیں حروف کو تجوید سے پڑھنا سکھا دیجیے
اور تجوید کو ہمارے اندر خوب پھیلا دیجیے

اَعْطِنَا لَحْنًا حَسِیْنًا... حَسِّنِ الْقُرْاٰنَ فِیْنَا
ہمیں عمدہ لہجہ بھی سکھا دیجیے
ہماری تلاوت کو نہایت عمدہ بنا دیجیے

یَااِلٰہَ الْعَالَمِیْنَا... یَا مُجِیْبَ السَّآئِلِیْنَا
اے تمام عالموں کے معبود!......اے سائلین کی دعا قبول کرنے والے!

رَبِّ زَیِّنَّا بِصَوْتٍ... زَیِّنِ الْقُرْاٰنَ فِیْنَا
اے ہمارے پروردگار! ہمیں آواز بھی عمدہ عطا فرما دیجیے
ہمارے قرآن کو زینت ورونق والا بنا دیجیے

اَعْطِنَا صَوْتًا لَّطِیْفًا... وَجَمِیْلاً وَّحَسِیْنَا
ہمیں پُرلطف آواز عطا فرما دیجیے......اور جمال وحسن والی آواز عطا فرما دیجیے

یَااِلٰہَ الْعَالَمِیْنَا... یَا مُجِیْبَ السَّآئِلِیْنَا
اے تمام عالموں کے معبود!......اے سائلین کی دعا قبول کرنے والے!

رَبِّ جَمِّلْنَا بِعِلْمٍ... وَاھْدِنَا دُنْیَا وَدِیْنَا
اے پروردگار! ہمیں علم کے ذریعہ خوب سجا دیجیے
اور دین ودنیا میں راہِ راست نصیب فرما

اَعْطِنَا فِیْ کُلِّ حِیْنٍ... رَحْمَۃً کَالطُّوْرِ سِیْنَا
ہمیں ہر وقت وہ رحمت عطا فرما دیجیے
جو طورِ سینا پر (حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو عطا فرمائی تھی

یَااِلٰہَ الْعَالَمِیْنَا... یَا مُجِیْبَ السَّآئِلِیْنَا
اے تمام عالموں کے معبود!......اے سائلین کی دعا قبول کرنے والے!

وَاحْمِنَا مِنْ کُلِّ سُوْءٍ... وَانْشُرِ الْخَیْرَاتِ فِیْنَا
اور ہر برائی سے ہماری حفاظت فرما دیجیے
اور ہم میں نیکیوں کو خوب پھیلا اور عام کر دیجیے

وَامْنَحِ الْاِسْلَامَ نَصْرًا... رَبَّنَا نَصْرًا مُّبِیْنَا
اور ہمارے پروردگار! اسلام اور دین کو مدد......کھلی مدد عطا فرما دیجیے!

بیڈ ریسٹ

بنت مولوی شبیر احمد۔ وہاڑی

کچھ دنوں سے طبیعت کافی نڈھال تھی۔ بخار کی شدت بڑھتی جا رہی تھی۔ ساتھ میں کھانسی بھی تنگ کر رہی تھی۔ گھر والوں کے پرزور اصرار پر بالآخر وہ آج اسپتال آئی تھی۔

اسپتال سے گھر واپس پہنچی تو کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ اس نے جلدی جلدی روٹیاں بنائیں اور ساتھ میں چائے بھی بنالی، کیونکہ سردیوں میں چائے کے بغیر کھانا ادھورا سا لگتا ہے۔ سر میں درد سے مسلسل ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ جیسے تیسے اس نے باورچی خانہ سمیٹا اور اپنے کمرے میں آئی کہ کچھ دیر آرام کر لے گی۔

اسی وقت کپڑوں کے ڈھیر پر نظر پڑی تو اسے کسی رسالے میں پڑھی ایک بات یاد آ گئی: ”کپڑوں کو دھلا ہوا تب تک نہ سمجھو، جب تک انھیں تہ لگا کر الماری میں نہ رکھ دو۔“

پھر وہ لیٹی نہیں، آدھا گھنٹہ لگا کر اُس ڈھیر سے دو دو ہاتھ کیے، تب یاد آیا کہ کچھ کپڑے دھونے والے ابھی باقی ہیں، وہ جلدی سے واشنگ مشین میں ڈالے تو ٹیوشن والے بچے پڑھنے آ گئے۔

چھوٹے بچوں کو پڑھانا بہت مشکل ہے۔ سر پہلے ہی درد کر رہا تھا، اب بچوں سے لڑا یا تو مزید گھومنے لگا۔ اسی وقت واشنگ مشین کی گھنٹی بجی تو اس نے جا کر جلدی سے سوئچ نکالا، تبھی ابو جی گھر میں داخل ہوئے۔

”ہاں جی بیٹا! ہو آئی اسپتال سے؟ کیا کہا پھر ڈاکٹر نے؟“

”بیڈ ریسٹ کا بولا ہے ابو جی!“

اس نے کپڑے نچوڑ کر بالٹی میں رکھتے ہوئے بنا سوچے ہوئے کہا، پھر اچانک ٹھٹک گئی اور خود ہی کچھ سوچ کر مسکرا دی۔

ابو جان بھی شفقت سے مسکرا دیے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

بیٹی اور کام کا جوڑ ہی کچھ ایسا ہے۔

☆☆☆

سردی آئی!

سیما انجم فرید

میں وضو بنانے کے لیے وضو خانے کی طرف جا رہی تھی کی ایک طالبہ میرے پاس آئی۔ مدرسے کا اختتامی گھنٹہ گزر چکا تھا۔ اب سب ظہر کی تیاری کر رہے تھے۔ ظہر پڑھ کر سب طالبات اور معلمات کی واپسی گھر کی طرف شروع ہو جاتی ہے۔

اسے قریب آتے دیکھ کر میں رکی اور اس کے خفگی بھرے چہرے پر نظر ڈالی۔

”باجی! آپ اس کو سمجھا لیں، وہ ساری جماعت میں مجھے ذلیل کرتی ہے کہ اس کے ساتھ میں بالکل نہیں بیٹھوں گی، کیونکہ یہ ناک میں انگلی ڈالتی ہے۔“

اتنا کہہ کر مجھ سے سوال ہوا:

”کیوں باجی! کیا آپ نے مجھے یہ حرکت کرتے دیکھا ہے؟“

میں سٹپٹا گئی۔ مجھے پڑھاتے وقت ارد گرد کا اتنا ہوش کہاں ہوتا ہے، بہر حال اس کی بات سن کر میں نے بے ساختہ امڈ آئی اپنی ہنسی کو روکا اور اسے پیار سے سمجھایا کہ اچھا میں یہ معاملہ دیکھ لوں گی، تم فکر نہ کرو۔

تو جناب! سردی کا موسم شروع ہو چکا ہے۔ اسکول، مدرسے جاتے بچے اور بچیوں کو رات سوتے وقت ہاتھ، پیر، نتھنوں میں ہلکا سا تیل اور چہرے پر کوئی لوشن ضرور لگانا چاہیے۔ نتھنوں میں اس لیے ضروری ہے کہ سردی میں جب خشک ہوا چلتی ہے تو ناک خشک ہو جاتی ہے، جس سے کافی پریشانی ہوتی ہے۔

وضو میں چھوٹی انگلی سے بچوں کو ناک صاف کرنے کی عادت ڈلوانا چاہیے تاکہ بچے محفل میں بیٹھ کر ناک نہ کھجائے۔

خیر میں نے جماعت میں سب بچیوں کو سمجھایا کہ اس موسم میں خشک ہوا کی وجہ سے بدن میں خشکی ہو جاتی ہے جس سے خارش ہوتی ہے لیکن کوشش کریں کہ محفل میں یہ کام نہیں کریں، یہ بدتہذیبی ہے۔ کبھی ٹانگ کھجا رہے ہیں، کبھی پیروں اور ہاتھ پر خارش ہو رہی ہے۔ اکثر بچیوں کے ہونٹ بھی خشک ہوا سے بری طرح پھٹے ہوتے ہیں۔ یہ بچے تو معصوم پھول کی طرح ہوتے ہیں، سرد ہواؤں سے انھیں بچانا چاہیے۔

خیر میں سردی میں گھر پر ایک لوشن بناتی ہوں۔ کافی لوگوں کو بتایا انھیں اچھا لگا، آپ بھی بنالیں تو اچھی چیز ہے۔

تین چیزیں اس لوشن میں استعمال ہوتی ہیں: لیموں، گلیسرین اور عرق گلاب!

تینوں چیزیں کی یکساں مقدار ہو۔ جیسے آدھی پیالی لیموں کا رس ہے تو آدھی آدھی ہی پیالی گلیسرین اور عرق گلاب اس میں مل کر یکجان کر لیں۔ ایک اچھا سا لوشن بن جائیں گا۔ اس لوشن کو چہرے، ہاتھ پیروں پر صبح، شام، رات تینوں وقت لگائیں، آپ کی جلد نرم رہے گی۔

خیال رہے لیموں کا رس چھان کر ملانا ہے۔

اللہ سب کو حفظ و امان میں رکھے۔ دنیا اور آخرت کی آسانیاں عطا کرے، آمین!

☆☆☆

بزمِ خواتین

السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہٗ!

☆ پہلے میں قرآن وحدیث غور سے نہیں پڑھتی تھی لیکن پھر الحمدللہ تنبیہ ہوئی اور اب ہر حدیث اور آیت کو تین تین مرتبہ پڑھتی ہوں تاکہ یاد رہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے آمین! پچھلا ناولٹ 'یہ جہاں چیز ہے کیا' بہت پسند آیا۔' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ خوشبو یادیں ہم سفر میری، حمد، اکیلا اللہ اور چمنِ خیال سب شاندار تھا۔ اقبال عظیم کی نعت میری پسندیدہ نعت ہے۔ ام محمد سلمان ہمیشہ کی طرح ایک اہم موضوع لے کر آئیں۔ انھوں نے اپنی تحریر میں اردو زبان کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ عفت مظہر نے عجیب وغریب رسم کے بارے میں بتایا۔ بہت اچھا لکھا۔ بزم خواتین میں حیا احمد تسلسل سے لکھ رہی ہیں۔ (یسریٰ زبیر۔ چشتیاں، بخشن خان)

ج: قرآن وحدیث اصل ہیں، باقی ساری اچھی باتیں تو انھی دو ماخذوں سے نکلی ہیں۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ اپنی اس بات کو لکھ دیا۔ اس سے وہ قارئین جن سے اس حوالے سے لاپروائی ہو جاتی تھی، وہ متنبہ ہوں گے۔ اللہ جل شانہٗ ہمیں کلام اللہ اور کلام رسول اللہ دونوں کی قدردانی کرنے والا بنائے۔ ان سے دل لگانے ان پر عمل کرنے والا بنائے، آمین!

☆ خیریت موجود خیریت مطلوب عرض ہے کہ کتب میلے جو لگائے جا رہے ہیں تو پڑھ کر سن کر بہت ہی خوشی ہوتی ہے، لیکن ہم تو محروم ہی رہ جاتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو بڑا سا میلہ نہ سہی چھوٹی سی میلی ہی لگا لیں ہمارے چنیوٹ یا فیصل آباد میں تاکہ ہم سب بھی مستفید ہو سکیں اور کوئی ایسی ترتیب اگر بن جائے کہ لکھاری بہنیں ایک جگہ جمع ہو جائیں تو پھر سونے پہ سہاگا ہو جائے۔ اللہ سوہنے کے لیے تو کچھ مشکل نہیں کہ کوئی سبیل پیدا فرما دیں۔ تمام لکھاری بہن بھائی بہت ہی خوب لکھتے ہیں۔ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ہمارے ساتھ اکثر یہ لطیفہ پیش آتا ہے کہ اگر کوئی سلسلہ شروع ہوتا ہے جب ہم حصہ لیتے ہیں سلسلہ ختم۔ انٹرویو میں سوالات بھیجیں سوالات غائب۔ رسالوں پر تبصرے لکھے غائب۔ بچوں کا اسلام پر تبصرہ لکھا چار حصوں میں تین حصے غائب۔ خواتین کا اسلام پر تبصرہ لکھا، پورا ہی غائب۔ کئی خطوط اور تحریریں تو شاید تحریروں کے بوجھ تلے دب کر دم گھٹنے سے فوت بھی ہو گئی ہوں گی۔ کسی کی تعزیت، کسی کی عیادت، کسی کی مبارک، کسی کی حوصلہ افزائی، سارا کچھ غائب۔ لگتا ہے کہ حافظ صاحب سے کوئی وظیفہ پوچھنا پڑے گا۔ (ع۔م۔ چنیوٹ)

ج: سب سے بڑا وظیفہ تو دعا ہے، جو ماشاء اللہ آپ کا صبح وشام کا وظیفہ ہے۔ باقی پتا نہیں اس 'غیوبت' میں اللہ رب العزت کی کیا مصلحت ہے......!!!

☆ شمارہ ۱۰۳۱ سب سے پہلے خواتین کے دینی مسائل پڑھتی ہوں۔ زوجہ عبدالوحید کی تحریر پڑھتے ہوئے واقعی شکر ادا کیا کہ اللہ نے ہمارے لیے اتنا پیارا اور مکمل جہاں بنایا ہے۔ 'حقیقی اطمینان' پڑھتے ہی بے اختیار زبان پر 'الا بذکر اللہ تطمئن القلوب' جاری ہو گیا۔ ناول کے بعد 'قنوطی آپا جان کے گھر' پڑھا تو خود کو بھی اس معاملے میں پرکھ لیا۔ اس کے آگے محترمہ تیمیہ صبیحہ اپنے ساتھ کراچی گھماتے نظر آئیں۔ نائلہ گوہر کی تحریر پڑھتے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ چھائی رہی۔ 'بزم خواتین' میں سارے خطوط زبردست تھے۔ مسکرائیے میں بچے کی معصومیت پر بے اختیار پیار آیا۔ یہ میرا پہلا خط ہے اور یہ خط میں اپنی والدہ کے بے حد اصرار پر لکھ رہی ہوں۔ ان کا ڈانٹتے ہوئے مجھے کہنا کہ پتا نہیں، کب تم لکھو گی اور ساتھ میں دعائیہ انداز بھی کہ دیکھنا 'تمھارا نام خواتین کا اسلام میں تاروں کی طرح چمکے گا۔' اللہ میرے والدین کو ہمیشہ خوش رکھے۔ آمین! (آمنہ نذر حسین۔ اسلام آباد)

ج: آمین ثم آمین۔ آپ کی والدہ محترمہ کے لیے بہت دعائیں، ویسے یہ تو سات آٹھ ماہ پرانا شمارہ ہو گیا۔ تازہ شماروں پر تبصرہ ہونا چاہیے تھا۔

☆ قرآن وحدیث اور دینی مسائل سے استفادے کے بعد آئینہ گفتار میں مدیر چاچو کا آئینہ گفتار 'سستی جنت' پڑھ کر بھونچکا رہ گئے۔ بہت اہم بات کی طرف متوجہ کیا۔ خدا بہن ام محمد سلمان کے بابا کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ انٹرویو پر تبصرے کے ساتھ خولہ غضنفر اللہ نظر آئیں، اس کے بعد پھر غائب ہو گئیں۔ 'بھائی کا' اور مادرِ علمی کی یادیں دونوں نے بہت مزا دیا۔ 'جنوں کا نام خرد رکھ دیا' باجی عامرہ احسان کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔ تم رشتے جیت جانا ڈائری میں نوٹ کر لی۔ بنت اختر نے بھی مسکرانے پر مجبور کر دیا۔ بنت نجم الدین بھی اچھی ترکیب کے ساتھ تشریف لائیں۔ 'بزم خواتین' بھی گیارہ خطوط اور دس بہنوں کے ساتھ سجی نظر آئی کیونکہ اس میں ایک بہن کے دو خطوط تھے۔ پہلی خوشی اور پہلا جھٹکا اور چمن خیال دونوں ہی اچھے تھے۔
(خدیجۃ الکبریٰ بنت مولانا امتیاز فاروقی۔ رسول پور)

ج: بہن خولہ غضنفر اللہ کی کئی تحریریں قطار میں موجود ہیں۔ جلد ہی شائع ہوں گی۔

☆ کچھ عرصہ پہلے حلیمہ کی ایک سہیلی نے خواتین کا اسلام پڑھنے کے لیے دیے، جن میں خالہ فرزانہ رباب کا ''موم کا مکان'' مکمل ناول تھا۔ تھوڑا حیران بھی ہوئے دیکھ کر، کیونکہ ہم تو سمجھتے تھے کہ فرزانہ خالہ بس کبھی کبھار کوئی مضمون وغیرہ لکھ لیتی ہیں، مگر ناول پڑھ کے اندازہ ہوا کہ وہ تو ماشاء اللہ ایک منجھی ہوئی لکھاری ہیں۔ جو چیز مجھے ان تمام شماروں میں، اس ناول میں اور مدیر بدلنے کے بعد بھی اب تک کے تمام شماروں میں مشترک اور سب سے اچھی لگی وہ تھی دنیا کے بڑے سے بڑے دکھ کو بھی ہلکا کر کے پیش کرنا اور زندگی کا اصل ہدف آخرت کو ہی رکھنا۔ یہ ناول بھی ایسے ہی ایک موضوع پر لکھا گیا تھا کہ آج کے اس بے باک معاشرے میں مرد وزن کا سب سے بڑا غم ایک دوسرے کی بے وفائی ہی بنتا جا رہا ہے اور اس غم میں ہم نے بہت سی عورتوں کو ٹینشن، ڈیپریشن میں جاتے دیکھا سنا اور پڑھا ہے۔ یہ ناول پڑھنے کے بعد سوچ کا زاویہ بدلا اور اس مسئلے کا ایک بالکل نیا رخ سامنے آیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ناول دنیا کے چھوٹے چھوٹے مسئلوں سے گھبرا کر ڈپریشن میں جانے والی ماؤں بہنوں کے لیے اینٹی ڈیپریشن کا کام کرے گا۔ (جویریہ ظہور۔ کبیر والا)

ج: باجی فرزانہ رباب کا صرف ایک ''موم کا مکان'' ہی نہیں بلکہ ایک اور ناول ''سائبان بننے تک'' بھی خواتین کا اسلام میں شائع ہوا ہے۔ وہ بھی بہت پسند کیا گیا تھا۔

☆ شمارہ ۱۰۶۰ پر سرسری نگاہ دوڑائی تو حافظ عبدالرزاق خان کے نام پر رک گئے۔ 'مثل لال حسین اختر' پڑھی۔ اچھی مگر طویل تحریر تھی۔ 'مناجات مقبول' میں زوجہ عبدالوحید شہزاد بہت پیاری پیاری دعاؤں سے متعارف کرا گئیں۔ 'بندش' تلخ حقیقت کو بیان کرتی مختصر پر اثر تحریر تھی۔ ام محمد سلمان کا نام پڑھ کر آنکھوں کی چمک بڑھی مگر تحریر میں انوکھا پن اور دلچسپی مفقود تھی۔ 'پس دیوارِ زنداں' ابوالحسن سینٹرل جیل کراچی کی تحریر اثر انگیز تھی۔ اس کے مصداق...... بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ آخری گزارش یہ ہے کہ چچا جان قسط وار ناول جو گزشتہ دنوں شائع ہوئے ماشاء اللہ اثر انگیز رہے مگر اب آپ سے درخواست ہے کہ اب کوئی چٹ پٹا، چٹخارے دار، مزاح سے بھرپور ناول شائع کریں۔ (انیسہ عائش۔ کوٹ رادھا کشن، قصور)

ج: ان دنوں تو جان بوجھ کر مزاحیہ تحریر سے ذرا بچ ہی رہے ہیں۔ ویسے اس طرح کا کوئی ناول بھی سامنے نہیں آ رہا۔ آپ ہی کوشش کیجیے۔

☆ حسبِ عادت سرسری نظر ڈالنے کے لیے شمارہ کھولا تو نیند سے بوجھل آنکھوں سے نیند ایک دم غائب ہو گئی۔ کیونکہ اس شمارے میں میری اپنی ساس امی کے لیے لکھی گئی تحریر موجود تھی۔ دل تشکر کے جذبات اور آنکھیں ان کے وصال کے آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔ محض دو ماہ کے اندر تحریر کا رسالے میں جگہ بنا لینا میرے نزدیک ان کے عنداللہ مقبول ہونے کی علامت ہے۔ یقین کریں کہ اس تحریر کے ذریعے مجھے اتنی پذیرائی ملی جس کی مجھے امید نہ تھی۔ خواتین وبچوں کا اسلام میں لکھنے والے تمام لکھاری ہی بہترین ہیں۔ کس کس کا نام لوں سب ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ البتہ میں بہن بنت البحر اور بہن بنت شکیل اختر کا تذکرہ خاص طور پر ضرور کروں گی کہ دونوں بہنیں ہماری پڑوسن ہیں۔ ایک حیدرآباد اور دوسری ہمارے اپنے شہر ٹنڈو آدم کی۔ (ام انابیہ۔ ٹنڈو آدم)

ج: پڑوس کی وجہ سے ذکر بنتا بھی ہے کہ پڑوسنوں کا حق زیادہ ہوتا ہے۔ خوش رہیں!

Haft Roza “Khawateen Ka Islam” Regd.No:MC1437

پاپا

بنتِ ایوب مریم

پاپا......پہلی سماعت میں یہ لفظ سن کر سمجھنا دشوار ہے کہ چائے کے ہم نشین کو پکارا جارہا ہے یا والدہ کے ہم نشین کو......!؟

عرصہ دراز سے پاپے کی چائے کے ساتھ ہم نشینی ہے اور کچھ لوگ تو ناشتے میں اسے لازمی جزو سمجھتے ہیں۔ گویا پاپا مشرقی بچوں کی غذا اور مغربی عوام کے والدِ محترم کہلاتے ہیں۔

لیکن خیر اب تو والدہ کے ہم سفر کو پاپا کہنے کا رواج انگریزوں کی تقلید میں مشرقی اولادوں میں بھی رائج ہوگیا ہے۔

دونوں پاپاؤں میں ایک چیز مشترک ہوتی ہے، وہ یہ کہ بالکل خشک اور جذبات سے عاری ہوتے ہیں۔ پاپا کی ادائیگی میں دونوں ہونٹ ضرور بغل گیر ہوتے ہیں مگر رشتے میں محبت، اپنائیت اور پیار کا اس لفظ سے کوئی تعلق دیکھنے میں نہیں آیا۔

کھانے میں سہولت کے لیے خشک پاپا کو دودھ یا چائے میں ڈبکی لگوائی جاتی ہے تب جاکے وہ کہیں نگلنے کے قابل ہوتا ہے۔ اسی طرح والدہ کے ہم سفر والے پاپا کو بھی مشرقی روایات کا عطر لگایا جائے تو کہیں جاکر بابا کی یا ابو کی آواز دل سے برآمد ہوتی ہے۔

بالکل چائے میں ڈوبے نرم، گرم پاپوں کی طرح، لفظ بابا یا ابو محبت، شفقت اور ایسے کئی بے حد خوبصورت احساسات میں نہایا ہوتا ہے۔

پرائمری کے بعد ہمیں گاؤں کے اسکول سے ہٹا کر شہر کے اسکول میں داخل کروایا گیا تو بچپن کی ناسمجھی نے لفظ ابو کے آگے احساسِ کمتری کی اِس قدر اونچی دیوار کھڑی کردی کہ والدہ ماجدہ کا سکھایا گیا لفظ دیوار کے دوسری طرف جا گرا اور پڑھے لکھے غلام مغربی ذہنوں کی تقلید پر ہم نے لفظ ”پاپا“ کو سینے سے لگالیا۔ اسی سال اسلام آباد چھوٹی خالہ کے پاس جانا ہوا تو ایک دن دوپہر کو دسترخوان پر کھانا کھاتے ہوئے بہن نے اماں جان کو پاپا کی کال کے بارے میں مطلع کیا۔

”پاپا......!؟“

پاس بیٹھے خالہ کے بیٹے محمد نے شرارتی انداز میں آنکھیں چڑھاتے ہوئے لفظ ”پاپا“ کو دہرایا تو لفظ پاپا پر تبصرے شروع ہوگئے۔

محمد شروع ہوگیا: ”ایک دفعہ ایک لڑکا جیب میں پاپا ڈال کر لے جارہا تھا کہ راستے میں اس کا پاپا نیچے گر گیا۔ اس نے پاپا کو اٹھا کر صاف کیا اور صاف کرکے پاپا کو دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔“

محمد نے لفظ ”پاپا“ کا اتنا مذاق بنایا کہ ہم کھسیانے سے ہوکر رہ گئے۔

لفظ ”پاپا“ کی کشش اندھی تقلید کا رنگ تھی، سو عقل آتے ہی اتر گئی اور اماں جان کا سکھایا گیا لفظ ”ابو“ ہم پر پھر سے مہربان ہوا۔

غرض وہ دن ہے اور آج کا دن، ہم پاپا صرف چائے میں ڈبو کر ہی کھاتے ہیں۔

مولوی کے بچے

پاکستان کے ایک اعلیٰ ترین طبی انسٹیٹیوٹ میں واقع ”ڈاکٹرز کالونی“ کے بچوں کی اخلاقی، دینی، ایمانی اور تہذیبی حالت کیا ہے، اس کا جائزہ لینے کے لیے ڈاکٹروں کے تیس بچوں کو ایک دعوت میں اکٹھا کیا گیا۔ یہ ون ڈش پارٹی تھی۔

چند بچے جو اپنے ساتھ کچھ لے کر آئے تھے، انھوں نے مجلس میں آتے ہی اعلان کردیا کہ وہ اپنی چیز فلاں فلاں کو کھلائیں گے اور فلاں فلاں کو ہرگز نہیں دیں گے۔

کھاتے پیتے گھرانوں کے بچوں میں اس قدر لالچ اور کنجوسی حیرت انگیز بات تھی۔

اسی ادارے کی مسجد کے پیش امام کے تین بچے بھی وہاں مدعو تھے۔ امام صاحب کی دو بیویاں ہیں اور دو کمرے کی رہائش گاہ، غریب خاندان ہے، لیکن میزبان اس وقت شدید حیرت زدہ رہ گئے جب کھانے کا دسترخوان بچھایا گیا تو تیس بچوں میں صرف یہ تین بچے تھے جو نہ کھانے پر ٹوٹے، نہ بے صبری کا مظاہرہ کیا، نہ کوئی چھچھورپن، نادیدہ پن دکھایا بلکہ یہ صبر و تحمل اور توکل کی تصویر بنے بیٹھے تھے اور امیر ڈاکٹروں کے بچے چھینا جھپٹی میں مصروف تھے۔

مرسلہ: اخت محمد۔ کراچی

تمھارے ہاتھ بیچیں تو مت خریدنا!

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمہ اللہ فرماتے تھے:

اے بھائی! تم کتنے ہی آلودہ وملوث ہو، دامنِ توبہ تھام لو اور امیدوارِ رحمت بن جاؤ کہ تم نہ ساحرانِ فرعون سے آلودہ تر ہو اور نہ اصحاب کہف کے کتے سے زیادہ گندے......!

نہ طور سینا کے پتھر سے سخت تر، اور نہ ستونِ حنانہ سے بڑھ کر بے قیمت......!

غلام کو اگر حبش سے پکڑ کر لاتے ہیں تو کیا عیب کی بات ہے جبکہ اس کا آقا اسے کافور کا لقب دیتا ہے۔

جب ملائکہ نے عرض کیا کہ ہم کو اس مشتِ خاک کے فساد کی طاقت نہیں تو آواز آئی کہ اگر ہم اُس کو تمھارے دروازے پر بھیجیں تو رد کردینا، اگر تمھارے ہاتھ بیچیں تو مت خریدنا۔ تم ڈرتے ہو کہ اِن انسانوں کی معصیت ہماری رحمت سے زیادہ ہوگی؟ یا اِس سے ڈرتے ہو کہ اُن کی آلودگی ہمارے کمالِ قدوسیت پر داغ ڈال دے گی؟ یہ مشتِ خاک ہیں جو ہماری بارگاہ میں مقبول ہیں اور ہمیں قبول ہیں، اُن کی معصیت و آلودگی سے ہمیں کیا نقصان؟

مرسلہ: فریال طارق